www.naqshbandiaowaisiah.com

ماهنامہ المرشد

مئی 2005

اللہ رسول محمد

قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى

القرآن الکریم

ترجمہ

وہ فلاح پا گیا جس نے تزکیہ کر لیا اور اپنے رب کے نام کا ذکر کیا پھر نماز کا پابند ہو گیا۔

جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

"بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں "عشق" بھی حدود و قیود کا پابند ہے"

www.naqshbandiaowaisiah.com

بانی: حضرت العلام مولانا اللہ یار خانؒ مجدد سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

سرپرست: حضرت مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی شیخ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

ماہنامہ المُرشد

مئی 2005ء ربیع الاول / ربیع الثانی ۱۴۲۶ھ

جلد نمبر 26 ✵ شمارہ نمبر 9

مدیر

چودھری محمد اسلم

جوائنٹ ایڈیٹر : ضمیر حیدر

سرکولیشن منیجر : رانا جاوید احمد

کمپیوٹر ڈیزائننگ اینڈ لے آؤٹ

رانا شوکت حیات، محمد ندیم اختر

قیمت فی شمارہ 25 روپے

LRL # 41

اس شمارے میں

1- نعت	سیماب اویسی	02
2- اداریہ	محمد اسلم	03
3- اقوالِ شیخ	امیر محمد اکرم اعوان	04
4- شیخ المکرم سے نشست	ضمیر حیدر	06
5- مغرب کا اصل چہرہ	امیر محمد اکرم اعوان	08
6- اکرم التفاسیر	امیر محمد اکرم اعوان	15
7- میلاد پر جلسے ہوتے ہیں بعث پر کیوں نہیں ہوتے؟	امیر محمد اکرم اعوان	23
8- سوال وجواب	امیر محمد اکرم اعوان	28
9- نکلنا خلد سے آدم کا	اُمِ فاران	34
10- دورِ خلافت نہ ہوتو دو جہالت ہوتا ہے	چوہدری رحمت علی	38
11- سوال تو اٹھتا ہے	حشام احمد سید	44
12- نظم	عبدالرزاق اویسی، پروفیسر محمد امین طاہر	47
13- "تعلیمات وبرکات نبوت ﷺ" سے اقتباس	امیر محمد اکرم اعوان	48
14- "اسلام کی چار بنیادیں" سے اقتباس	ڈاکٹر ملک غلام مرتضیٰ	52
15- قارئین کی ڈاک	ایڈیٹر	56

بدل اشتراک	سالانہ	
پاکستان	250	روپے
بھارت / سری لنکا / بنگلہ دیش		
مشرق وسطی کے ممالک	100	ریال
برطانیہ - یورپ	35	اسٹرلنگ پاؤنڈ
امریکہ	60	امریکن ڈالر
فار ایسٹ اور کینیڈا	60	امریکن ڈالر

ناشر - پروفیسر عبدالرزاق

انتخاب جدید پریس - لاہور 042-6314365

رابطہ آفس = ماہنامہ المُرشد اے - ٹی - ایم - بلڈنگ پل کوریاں سمندری روڈ فیصل آباد - فون 041-668819

Web Site : www.alikhwan.org.pk

E.Mail : info@alikhwan.org.pk

سرکولیشن آفس = ماہنامہ المُرشد اویسیہ سوسائٹی کالج روڈ ٹاؤن شپ لاہور - فون 042-5182727

www.naqshbandiaowaisiah.com

کلامِ شیخ

[illegible] سیماب اویسی کے قلمی نام
سے شاعری کرتے ہیں۔ آپ کے کلام کے
[illegible]

سیماب اویسی

نعت

آؤ اُس رحمتِ عالم کی کوئی بات کریں
آج ہم عشقِ نبیؐ میں یہ بسر رات کریں

مل کے بیٹھے ہیں کریں آج نچھاور دل کو
آؤ اس در پہ کبھی خود سے ملاقات کریں

باتیں اس گل رخ کی کریں' اس کے کاکل کی کریں
جس کی تعریف نباتات' جمادات کریں

اپنے محبوب کی الفت کا تقاضا ہے یہ
بزم دنیا میں بیاں اس کی حکایات کریں

ہے گھٹن اور بڑا سخت اندھیرا پھر سے
روشنی پھیلے بیاں اس کی روایات کریں

دلِ سیماب میں دیکھو تو چمک ہے اس کی
کیوں زمانے پہ نہ ہم اس کی ہی برسات کریں

www.naqshbandiaowaisiah.com

اداریہ

اس دفعہ پھر عید میلاد النبی ﷺ روایتی عقیدت و محبت اور پورے مذہبی جوش و خروش سے منائی گئی۔ انداز اور طریقہ کار میں اختلاف ضرور ہے لیکن روشن خیال، اعتدال پسندوں سمیت تمام مکاتب فکر کے مسلمان پرجوش تھے سیرت کانفرنس میلاد کے جلسے، پرہجوم جلوس، محافلِ نعت خوانی، برقی قمقمے، رنگ برنگی جھنڈیاں، خوبصورت بینر مٹھائیوں کی تقسیم، دیگوں کا اہتمام ...... ہر ایک کو اس کا انداز محبت مبارک مگر یہ حقیقت ہمیشہ پیش نظر رہے کہ بارگاہ رسالت ﷺ میں ''عشق'' بھی حدود و قیود کا پابند ہے۔ صرف ہمارا ہی نہیں ''صدیق'' اور ''فاروق'' کا عشق بھی پابند ہے۔

''رائج الوقت'' انداز عقیدت کو سامنے رکھ کر اگر صحابہ کرام علیہم اجمعین کی مبارک زندگیوں سے رجوع کیا جائے تو سیرت کانفرنسیں اور میلاد کے جلسے صحابہ کرام علیہم اجمعین کی زندگیوں میں کہیں نظر نہیں آتے۔ وہ محمد رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کو اپنے وجود پر نافذ کر کے عرب کے صحرا سے اٹھے اور روئے زمین کو تعلیمات نبوت ﷺ سے منور کر دیا۔ یہ میلاد النبی کی اعلیٰ ترین صورت تھی۔

آج محبت کے تمام تر دعوؤں اور نعروں کے باوجود دنیا کے نقشہ پر کوئی ملک یا زمین کا کوئی چھوٹا سا ٹکڑا بھی ایسا نظر نہیں آتا جہاں محمد رسول اللہ ﷺ کا عطا کردہ نظام زندگی موجود ہو۔ حالانکہ دنیا میں سب سے بڑی قوم مسلمان ہے، ۵۶ سے زائد ممالک کی حکومتیں، بہترین کارکن، ہنرمند، جدید تکنیک سے آگاہ افراد، بڑے بڑے سائنسدان، دانشور، سکالرز، ہر قسم کی معدنیات، قدرتی وسائل، زرعی زمین اور ہر طرح کے موسم مسلمانوں کو دستیاب ہیں۔ اس کے باوجود دنیا میں مسلمان رسوا ہے، غیروں کا دستِ نگر اور عالم کفر سے مرعوب ہے تو اس کی واحد وجہ یہ ہے کہ عملاً تعلیمات نبوت ﷺ سے منہ موڑ لیا گیا ہے اور آج کا مسلمان سیرت نبوی کو عملی طور پر اپنانے کی بجائے محض رسومات و روایات میں الجھ کر رہ گیا ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ کسی ایک مہینہ یا دن تک محدود ہونے کی بجائے سرکار مدینہ ﷺ کے ذکر خیر کو ہر آن، ہر گھڑی جاری و ساری کریں اور اس کے ساتھ ساتھ عملی زندگی اور معاملات دنیا میں نقشِ کفِ پائے محمد رسول اللہ ﷺ پر گامزن ہو کر حقیقی کامیابی سے ہمکنار ہوں۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

اقوالِ شیخ

اللہ کی معرفت کا واحد اور اکیلا سبب نبوت ہے جو صرف انسانوں کے حصہ میں آئی' کوئی دوسری مخلوق اس سے نوازی نہیں گئی۔

المرشد اپریل
1989 صفحہ12

ربِ کریم کو ''ساجھے'' لوگ پسند نہیں ہیں۔ جہاں کسی انسان نے اللہ کو چھوڑ کر کسی دوسرے سے امید اور تمنا جوڑ لی' اللہ کریم اسے اپنے دروازے سے اٹھا دیتے ہیں۔

المرشد اپریل
1989ء صفحہ 35

کسی کے پاس تبلیغ کے لئے جانا' نصیحت کرنا' وعظ کرنا یا معاملاتِ دنیا یہ اور بات ہے لیکن ہر اُس آدمی کے ساتھ جو اللہ کی اطاعت نہیں کرتا دلی دوستی شرعاً حرام ہے۔

المرشد اپریل
1989ء صفحہ 36

www.naqshbandiaowaisiah.com

یہ ہم میں جتنی فرقہ بازی در آئی ہے اس کا اصل سبب یہ ہے کہ ہم نے اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ اپنا نام بھی شامل کرنے کی کوشش کی ہے۔

المرشد مئی 1989 صفحہ 5

اگر سارا معاشرہ بھی بُرائی کی طرف چل پڑے تو ہمارے پاس یہ کوئی جواز نہیں ہے کہ دوسرے بُرائی کر رہے ہیں میں بھی کروں گا۔

المرشد مئی 1989 صفحہ 7

جو شخص اپنے وجود کے ساتھ، اپنے آپ کے ساتھ وفا نہیں کرتا اس سے کوئی دوسرا اُمید وفا رکھے تو وہ بھی بے وقوف ہے کہ اس شخص سے امید وفا رکھتا ہے جو خود اپنا بھی وفادار نہیں ہے۔

المرشد مئی 1989ء صفحہ 7

محبت ایک لطیف ترین جذبہ ہے جو محسوس تو کیا جا سکتا ہے مگر الفاظ میں ڈھالنا ممکن نہیں۔ ایک کیفیت ہے جسے آپ حیات کہہ سکتے ہیں اور اس کے بغیر موت کی اتھاہ گہرائیاں۔

المرشد مئی 1989ء صفحہ 8

www.naqshbandiaowaisiah.com

شیخ المکرم مدظلہ' سے ایک نشست...... اور ......کرامت کا مشاہدہ

اس پرفتن دور میں اتنی بڑی کرامت کا اس قدر واضح اظہار!............مگر
جوحقیقت مجھ عامی پرعیاں ہے وہ ''لغت ہائے حجازی کے قارونوں'' پر کیوں نہیں کھلتی؟
تعصب' انا' تنگ نظری' ہٹ دھرمی ...... اکثر اوقات علم بھی حجاب بن جاتا ہے!

معرفت وسلوک کے سفر میں کون کہاں کھڑا ہے؟ اس کا ادراک ظاہر بینوں کے بس کی بات نہیں' قلب روشن' چشم بینا چاہئے! بالعموم دنیا نے ان کرامات کے سہارے صوفیاء کرام کی عظمتوں کو جانچنے کی کوشش کی ہے جو کسی نابغہ روزگار ہستی کے پردہ فرمانے کے بعد منظر عام پر آئی ہیں۔ کراماتِ اولیا پر تصانیف کا لامتناہی سلسلہ ہے۔ روایات وواقعات کے انبوہ کثیر میں بہت کچھ حقیقت پر مبنی ہے لیکن قلم کی کرشمہ سازیاں بھی شامل ہیں' زیب داستاں کا عنصر بھی غالب رہا ہے اور مبالغہ آرائی تو خیر فطری عمل ہے۔ مگر تلخ ترین حقیقت یہ ہے کہ اولیاء اللہ علیہم اجمعین کے مزارات مقدسہ پر دیوانہ وار منڈلاتے کروڑوں عقیدت مندوں کی اکثریت ''کرامت'' کے اصل مفہوم سے ناآشنا نظر آتی ہے!

کرامت کیا ہے؟

اللہ کے نور سے دیکھنے والے' صاحب بصیرتؒ نے مختصر ترین الفاظ میں کرامت کی کس قدر جامع تعریف ارشاد فرمائی کہ

''اتباع سنت خیر الانام ﷺ''

اس متفق علیہ تعریف کے مطابق جو اللہ کا ولی ہوگا اُس کا ہر عمل کرامت ہوگا کیونکہ وہ اتباع سنت میں ہوگا۔ جہاں تک مقامات اور درجات کا تعلق ہے تو صاف ظاہر ہے جتنا عمل کا دائرہ وسیع ہوگا' معاملات زندگی میں جتنی وسعت آئے گی' اُسی قدر سنت پر عمل زیادہ ہوگا اور جتنا سنت پر عمل بڑھے گا اُسی قدر درجات میں بلندی نصیب ہوگی۔ گویا روحانی درجات' مرتبے اور مقام کو جانچنے کا واحد پیمانہ بھی معاملات اور صرف معاملات ہیں اور معاملات زندگی سے کٹ کر گوشہ نشینی اختیار کر لینا ترقی درجات کا دروازہ بند کر لینے کے مترادف ہے۔ یہ حقیقت بھی پیش نظر رہے کہ آقائے نامدار ﷺ کی مبارک زندگی' عام آدمی کی زندگی تھی لہٰذا جو خوش نصیب سنت کے راستے پر گامزن ہوگا' وہ بتدریج عام آدمی بنتا چلا جائے گا۔ گویا عام آدمی بن جانا سب سے بڑی کرامت ہے!
اولیاء اللہ کے امام اور سرخیل تسلیم کئے جانے والے شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی حیاتِ مقدسہ پر غور فرمائیے! ان کی سب سے بڑی کرامت یہ تھی کہ وہ بغداد کے سب سے بڑے تاجر بھی تھے! ہماری بدنصیبی یہ ہے کہ ہم نے زمانہ طالب علمی میں تربیت کے کٹھن مراحل کے دوران سات دن کے فاقے کے بعد درختوں کے پتے کھانے والے عبدالقادر جیلانیؒ کو تو بڑھا چڑھا کر بیان کیا مگر بغداد کے اُس بے نظیر تاجر کو یکسر نظر انداز کر دیا جس کے اُس زمانے میں سامان تجارت سے لدے' بحری جہاز لنگر انداز ہوتے تھے اور تجارت کا سلسلہ بہت سے ممالک تک دراز ہو چکا تھا۔ اتنے بڑے تاجر کے معاملات میں کتنی وسعت ہوگی؟ مگر کمال یہ ہے کہ وہ سنت کے روشن راستے پر پوری استقامت سے گامزن رہے اور اتنے وسیع معاملات میں سنت کا اتباع انہیں اولیاء اللہ میں بلند مقام عطا کرتا ہے!

حق یہ تھا کہ دنیا کی رہنمائی کے لئے اُس عظیم تاجر کی مبارک زندگی کا ایک ایک عمل بیان کیا جاتا' مگر ایسا ہو نہ سکا کیونکہ اُن کا طرزِ عمل سامنے آتا تو اپنی نااہلیوں سے پردہ اٹھتا' تعویذ فروشی کا کاروبار ماند پڑ جاتا اور نام لیواؤں کو بھی نذرانوں پر تکیہ کرنے کی بجائے کما کر کھانا پڑتا!

کرامت کے مندرجہ بالا مفہوم کو سامنے رکھ کر' آج کے دور میں اس کرامت کا عملی مظاہرہ دیکھنے کی خواہش ہو تو تشریف لائیے! دارالعرفان سے باہر کھلی فضا میں' بان کی چارپائیوں کے درمیان شیخ المکرم عام آدمی کے روپ میں جلوہ افروز ہوتے ہیں۔ اتنے عام آدمی کہ عقیدت مندوں کے قدم ڈگمگانے

www.naqshbandiaowaisiah.com

لگیں اور اجنبی تو خیر یہ ماننے پر تیار ہی نہیں ہوتے کہ یہ شخص ولی اللہ بھی ہوسکتا ہے۔ان کی محفل سے اٹھے تو گاؤں کا ٹیکسی ڈرائیور مجھ سے الجھ پڑا۔اُس کا موقف تھا کہ ''یہ شخص میرا دوست ضرور ہے مگر ولی اللہ کیسے ہوسکتا ہے؟'' میں دل ہی دل میں مسکرایا کہ ''جو روّیہ میرے لئے کرامت ہے'اس کے لئے حجاب بن چکا''۔

بہت سینئر صحافی جب بیعت کی سعادت کے بعد اسلام آباد پہنچے تو ساتھیوں نے طنزیہ پوچھا۔''اُن کی کرامت کیا ہے؟'' حقائق آشنا شخص نے مختصر جواب دیا ...... ''وہ عام آدمی ہیں''۔

23مارچ 2005ء کو حاضرِ خدمت ہوا۔محفل سجی تھی' شیخ المکرم حسبِ معمول اخبارات دیکھ رہے تھے۔اسی اثنا میں دو بہت سینئر صحافی بھی تشریف لے آئے۔پے درپے سوالات' صاف نظر آتا تھا کہ مختصر وقت میں بہت کچھ جاننے کے خواہش مند ہیں۔

سوال:-حضرت! سنائیں' کیسے گزر رہی ہے؟

جواب:-اللہ کا فضل ہے ...... ہم حکومت کا حصہ ہیں نہ ملین مارچ میں شامل ہیں' سومزے سے گزر رہی ہے۔میرے خیال میں شور شرابے کی بجائے اس وقت ملک میں عملی کام کرنے کی اشد ضرورت ہے۔میں نے مرکز سے نکلنا چھوڑ دیا ہے۔میری دانست میں مرکز میں موجود رہ کر زیادہ کام ہوسکتا ہے۔ملاقاتی' فون کالز' ای میل' خط وکتابت' پھر اللہ کے فضل سے انٹرنیٹ پر ذکر' ساری دنیا سے ساتھی صبح شام ذکر میں شامل ہوتے ہیں۔دوسرا یہ ہے کہ دنیا کا کونا کونا دیکھ لیا ہے'اب دل بھر گیا ہے۔''

سوال:-مگر ملکی حالات تو روز بروز خراب سے خراب تر ہوتے جارہے ہیں؟

جواب:-غزوہ ہند کی بشارت ہے۔جنگ ہوگی' جنگ کے لئے حالات کی خرابی ضروری ہے۔حالات خراب ہوں گے تو جنگ ہوگی! دعا یہ کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ''غزوہ ہند'' میں شرکت کی توفیق عطا فرمائے۔

سوال:-لوگوں نے حالات سے سمجھوتہ کرلیا ہے' اکثریت خاموش ہے۔اس خاموشی کا مفہوم آپ کے خیال میں کیا ہوسکتا ہے؟

جواب:-لوگوں کی خاموشی خطرناک ہے۔بلکہ گلہ' شور شرابا ہوتا رہے تو ایک طرح سے جذبات کا اظہار ہوتا رہتا ہے۔خاموشی بہرحال خطرناک ہے۔''

سوال:-افغانستان' عراق کے بعد اب ایران کو ملنے والی دھمکیاں کیا معنی رکھتی ہیں؟

جواب:-افغانستان' عراق ...... یہ سارے زخم خوردہ ایک دن اکٹھے ہوں گے۔امریکہ کا اصل ٹارگٹ سعودی عرب اور پاکستان ہیں۔امریکہ خوب جانتا ہے کہ وسائل سارے سعودی عرب کے پاس ہیں اور افرادی قوت پاکستان میں موجود ہے۔امریکہ کو پاکستان سے براہِ راست پنگا لینے کی ضرورت نہیں ہے بھارت موجود ہے' اُسکو آگے کردے گا!

سوال:-اب تو انڈیا سے دوستی کے دعوے ہورہے ہیں' کیا یہ دوستی ممکن ہے؟

جواب:-برصغیر میں مسلمانوں کے ہزار سالہ دورِ اقتدار کے دوران ہندو کو بہت زیادہ مراعات ملیں' سرکاری عہدے' ملے' عزت ملی مگر اس کے باوجود ہندو کا کپڑا مسلمان سے لگ جاتا تو اُن کے خیال میں وہ کپڑا ناپاک ہوجاتا' کتا منہ ڈال لیتا تو برتن صاف رہتا مگر مسلمان ہاتھ بھی لگا تا تو برتن میں کھاتے نہیں تھے۔اتنی متعصب قوم سے دوستی کیسے ہوسکتی ہے! دوستی کی بات کرنا یہ تو ہندو کی عادت اور مجبوری ہے۔بزدل ہے' دشمنی کی بات نہیں کریگا' دوستی کا نعرہ لگائے گا مگر اندر سے دشمنی کرے گا!

سوال:-یہ جو دین اور دنیا کو الگ الگ خانوں میں بانٹ دیا گیا ہے ......؟

جواب:-دنیا ہی دین ہے ......! دین اور دنیا الگ الگ چیزیں نہیں ہیں' دنیا کے کام اطاعت الٰہی میں کرنا یہی دین ہے۔ ☆ ...... ضمیر حیدر

www.naqshbandiaowaisiah.com

مغرب کی مادی ترقی اور ظاہری چکاچوند سے متاثر، تہذیب نو کے اسیروں کے لئے شیخ المکرم امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی

کا فکر انگیز

خطاب

1-10-2004

دارالعرفان منارہ۔ چکوال

ہم اپنی کم فہمی سے سمجھ نہ سکیں یا اپنی خواہشات کے اسیر ہو کر سمجھنا نہ چاہیں تو یہ ایک الگ بات ہے لیکن سمجھنے والوں کے لئے اسلام میں کوئی مشکل نہیں!

ہدایت کا معنی صرف یہ نہیں کہ اللہ کو مانے، ہدایت کا معنی یہ ہوتا ہے کہ ہر کام کو کرنے کا صحیح ترین ڈھنگ آ جائے!

مسلسل اور سوچ سمجھ کر رات دن کے چوبیس گھنٹے برائی کے خلاف جم کر کھڑا رہنا، اللہ کی اطاعت پر یہ جہادِ اکبر ہے۔ یہ محض جذباتی فیصلوں سے نہیں ہوتا اس کے لئے بڑی قوت درکار ہوتی ہے اور عجیب بات ہے کہ نیکی کبھی عادت نہیں بنتی!

www.naqshbandiaowaisiah.com

الحمد للہ رب العٰلمین. و الصلوٰة و السلام علی حبیبہٖ محمد وٍ الہٖ و اصحابہٖ اجمعینo

اعوذ باللہ من الشیطٰنِ الرجیم.

بسم اللہ الرحمن الرحیمo

ذالِکَ بانھُمُ استحبُو الحیوٰة الدنیا علیٰ الاخرةِ وان اللہ لایھدی القومَ الکٰفِرینَo اولٰئِکَ الذینَ طبع اللہ علیٰ قلوبِھم و اسمعھم و ابصارھِمo اولٰئِکَ ھُم الغٰفِلُونَo لا جرمَ انھُم فی الاخِرة ھُم الخٰسِرُونَo ثم اِن ربکَ للذینَ ھاجرُوا من بعد ما فُتِنوا ثُم جاھدُوا صبرُوا. اِن ربکَ من بعد ھا لغفورٌ رحیمٌo النحل ۱۰۸ تا ۱۱۰

اللّٰھم سبحٰنکَ لاعلملنآ الا ما علمتنآ انکَ انتَ العَلیمُ الحکیمo

مولایا صل وسلم دائماً ابداً

علیٰ حبیبک من زانت بہِ العُصُرُ

دین اسلام ایک ایسا ضابطہ حیات ہے جو انسانی مزاج کے عین مطابق ہے اور اپنے نزول سے لیکر قیام قیامت تک ہر عہد کی ہر ضرورت کو پورا کرنے والا اور وقت کے ہر اہم سوال کا جواب دینے والا ہے اور اس کا کمال ہے کہ یہ ایسا ضابطہ حیات ہے کہ ایک وقت میں تمام روئے زمین کے بنی آدم کے لئے کفالت کرتا ہے۔ اس لئے کہ اُس اللہ کریم نے یہ ضابطہ بنایا ہے جو انسانوں کا بھی اور باقی ساری مخلوق کا بھی خالق ہے' اُن کے مزاج کا بھی خالق ہے' اُن کی ضروریات کا بھی خالق ہے' افتادِ طبع کا بھی خالق ہے اور ضروریات کو پورا کرنے کے سبب اور وسائل کا بھی خالق ہے۔ ہر چیز کا خالق وہ خود ہے' ہر چیز کو خوبیاں خامیاں خود اُس نے عطا کی ہیں' ہر چیز کی ضرورت سے وہ خود واقف ہے' ہر شخص کی ضرورت سے وہ واقف ہے' ہر آن' ہر لمحہ۔ انسانوں کے بنائے ہوئے ضابطے جو ہوتے ہیں ایک ملک کے لوگ ایک ضابطہ بناتے ہیں وہ دوسرے ملک میں مفید نہیں ہوتا لوگوں کا مزاج مختلف ہوتا ہے موسم مختلف ہوتے ہیں۔ آپ بین الاقوامی ضابطے کو دیکھ لیں کہ ایک بین الاقوامی مانا ہوا ضابطہ ہے''جمہوریت''۔ ایک انداز حکومت ہے' اب عجیب بات ہے کہ امریکہ میں صدارتی نظام ہے وہاں بھی جمہوریت ہے' مغرب کے کتنے ملکوں میں برطانیہ سمیت بادشاہت ہے اور بادشاہت میں بھی جمہوریت ہے' کتنے ممالک میں صدر محض ربڑ سٹیمپ ہے اور سارے اختیارات وزیر اعظم کے پاس ہیں وہ بھی جمہوریت ہے!

اس طرح فار ایسٹ میں چلے جائیں تو کتنے ملکوں میں بادشاہ بھی ہیں جمہوریت بھی ہے۔ ہمارے اپنے ملک میں ایک فوجی حکمران بھی ہے، جمہوریت بھی ہے اور یہ پہلی بار نہیں کئی بار ہو چکا ہے اب پتہ نہیں آگے کب تک ہوتا رہے گا! تو نام پہ تو سارے متفق ہیں، جمہوریت ایک نام دے دیا ہے لیکن دنیا کی جمہوریت کسی ایک رنگ ایک ڈھنگ کی نہیں ہر ایک کی ایک اپنی جمہوریت ہے اس لئے کہ لوگوں کے مزاج مختلف ہیں اُن کی ضرورتیں مختلف ہیں' ممالک کے شب و روز میں فرق ہے موسموں میں فرق ہے لوگوں کے کھانے پینے کے انداز میں فرق ہے۔ پھر یہ قاعدے اور ضابطے بنانے والے انسان ہیں اور انسان اپنی ذاتی ساری ضرورتوں سے بھی واقف نہیں ہوتا اُسے کوئی پتہ نہیں کہ اگلے لمحے اُسے کیا ضرورت پیش آئے گی۔ تو ایک قوم یا ایک ملک یا ایک عالم کی ضرورتوں سے واقف کیسے ہوگا؟ پھر جہاں جہاں یہ نظام حکومت ہوتا ہے یہ نہیں کہ جو بن گیا وہ چلتا رہتا ہے اُس میں تبدیلیاں مسلسل آتی رہتی ہیں یہ کیا جی نئی آگئی یہ فلاں آگئی یہ فلاں آگئی وقت

www.naqshbandiaowaisiah.com

کے ساتھ ساتھ ضرورتیں بدلتی ہیں چیزیں بدلتی ہیں۔

اسلام وہ واحد ضابطہ حیات ہے جو اپنے نزول سے لیکر تا قیام قیامت دنیا میں زندہ رہنے والی ہر قوم ہر فرد ہر ملک کے لئے ایک ہی سا ضابطہ حیات ہے۔ عبادات ہیں تو مشرق و مغرب میں کوئی تبدیلی نہیں، صلوۃ ہے یا حج ہے رمضان ہے یا زکوۃ ہے تو ہر ملک میں ہر جگہ یکساں ایک انداز سے اور روئے زمین پر الحمد اللہ عمل ہو رہا ہے اور کسی جگہ کوئی پریشانی نہیں۔ اس طرح حلال و حرام ہے تو اس میں کسی ایک قوم یا کسی ایک ملک کے لئے کوئی اختلاف نہیں جو حلال ہے روئے زمین پر بسنے والے سب لوگوں کے لئے حلال ہے اور جو حرام ہے وہ روئے زمین پر بسنے والے سب کے لئے حرام ہے ایسے آفاقی ضابطے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ ہم اپنی کم فہمی سے سمجھ نہ سکیں یا اپنی خواہشات کے اسیر ہو کر اُسے سمجھنا نہ چاہیں تو یہ ایک الگ بات ہے لیکن سمجھنے والے کے لئے اسلام میں کوئی مشکل نہیں!

ولقد یسرنا القران للذکر فھل من مدکر ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لئے آسان ترین بنا دیا ہے ہاں کوئی ہے سمجھنے والا! اگر کوئی سمجھنا ہی نہ چاہے تو الگ بات ہے اب اسلام جو ضابطے بتاتا ہے جو عبادتیں بتاتا ہے جو عقائد بتاتا ہے جو اخلاق بتاتا ہے جو خرید و فروخت کے قوانین بتاتا ہے ان سب کا حاصل کیا ہے؟ ان سب کا حاصل یہ ہے کہ انسان دنیا کی زندگی بھی بڑے مزے سے گزارے آرام سے عزت سے اور آبرو سے جئے۔ آپ دیکھ لیجئے اسلام کاروبار میں بددیانتی سے منع کرتا ہے اگر کوئی کاروبار میں بددیانتی کرتا ہے ناپ تول میں کمی کرتا ہے یا دھوکا کرتا ہے تو کیا وہ آرام سے جی سکتا ہے! دنیا کی زندگی میں اسلام دوسروں کی عزت سے کھیلنے سے منع کرتا ہے اب جو بندہ دوسروں کی عزت سے کھیلتا ہے کیا وہ کبھی خود محفوظ یا کبھی پُرسکون ہو سکتا ہے یا کوئی اُسے اچھا کہتا ہے! اسلام کسی کا حق چھیننے سے منع کرتا ہے تو چور اور ڈاکو یا رشوت خور یا دوسروں کا حق چھیننے والے کبھی آپ نے دنیا میں آبرومند یا معزز یا پُرسکون جیتے ہوئے دیکھے ہیں! یعنی دنیا کی مصیبتیں بھی ہر اُس کام میں ہیں جس سے اسلام نے منع کیا ہے اور پھر اسلام کے ضابطوں میں لطف یہ ہے کہ دنیا کی زندگی بھی بڑے اطمینان سے اور احترام سے اور سکون سے گزرے اور مزید اُس پر ہمیشہ کی زندگی اور اُخروی زندگی بھی جس کو دوام ہے جو کبھی ختم نہ ہو گی اُس میں اُسے اللہ کی طرف سے بے شمار انعامات سے نوازا جائے۔ یعنی مومن جیتا دنیا میں ہے کھاتا یہی کچھ ہے جو دوسرے لوگ کھاتے ہیں رہتا اُس فضا میں ہے لیکن عجیب بات ہے کہ وہ دنیا میں بھی پُرسکون معزز ہوتا ہے اور آخرت میں موت کے بعد بھی اُس کے لئے اللہ کے انعامات ہوتے ہیں۔

اب اگر کوئی شخص اپنی خواہشات نفسی کو لیکر احکام اسلامی کو پامال کرتا ہے یا اسلام کو ماننے سے ہی انکار کر دیتا ہے کہ میں کسی رب کو نہیں مانتا میں کسی رسول کو نہیں مانتا۔ نعوذ باللہ من ذالک میں کسی ضابطہ حیات کو نہیں مانتا میں اپنی مرضی سے کھاؤں گا پیوں گا جو چاہوں گا کروں گا تو میرے خیال میں آج تو دنیا بڑی مختصر ہو گئی ہے سمٹ گئی ہے اور گھر گھر میں کمپیوٹر ہے ٹیلی ویژن ہے ٹیلی ویژن بھی پورے روئے زمین کی خبر دیتا ہے لیکن کمپیوٹر اُس سے کہیں آگے نکل چکا ہے اور اندرون خانہ کی باتیں بھی بتاتا ہے۔ عجیب بات ہے یعنی انسان تھوڑا سا سوچے تو کافر دنیا کو دیکھیں اللہ کا انکار تو کیا دین کا انکار کیا رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا انکار کیا تو دنیا میں کتنی عیش وہ کر رہے ہیں۔ کھانے کو انہیں خنزیر میسر ہے جو دنیا کا غلیظ ترین جانور ہے! ایسے ممالک ہیں غیر مسلم جو مینڈک چوہے سانپ اور کُتے کھاتے ہیں اور یہ چیزیں بڑی

www.naqshbandiaowaisiah.com

مہنگی بکتی ہیں یعنی عجیب بات ہے مزاج مسخ ہو جاتا ہے۔ اب انسان کو مینڈک کھانے یا چوہا کھانے میں کیا مزا آئے گا لیکن کھاتے ہیں۔ برطانیہ کی ٹیم سیئول میں جارہی تھی کھیلنے کے لئے تو ایک بڑا شور بن گیا کہ جی ہم سیئول نہیں جائیں گے یہ کتوں کے ساتھ ظلم کرتے ہیں بھئی! کیا ظلم کرتے ہیں؟ برطانیہ میں یا مغرب میں تو کتے کو ماں باپ یا اولاد کا درجہ حاصل ہے لیکن یہ فار ایسٹ والے کتے کو کھاتے ہیں اور کتوں کی منڈیاں لگی ہوتی ہیں اور روزانہ کوئی زندہ کتے خریدتا ہے کوئی اُن کا گوشت خریدتا ہے بڑے شوق سے کھاتے ہیں۔

بلکہ یہاں جب آپ کی موٹروے بن رہی تھی اور اس کے کوریا کے یا کسی ملک کے لوگ تھے جو انجینئرز وغیرہ تو ہمارے دیہات میں کوئی آوارہ کتا نہیں رہا تھا لوگ پکڑ کر انہیں بیچ آتے تھے اور وہ کھا جاتے تھے تو سیئول میں یہ ہوتا تھا جس پر برطانیہ کی ٹیم بڑی ناراض ہوئی کہ وہ زندہ کتے کا سوپ بناتے ہیں! ایک ''کڑاہ'' رکھ دیا اُس میں کھولتا ہوا پانی اور زندہ کتا اس میں پھینک دیا اور اُسے اتنا گلایا کہ وہ سوپ بن گیا۔ بال بھی کھال بھی پیٹ کی ساری غلاظت بھی کتے سمیت اُس کا پیشاب پاخانہ بھی سب سوپ میں مل گیا۔ اسلام کو تو چھوڑ ئیے لیکن کیا جو کچھ یہ کھا رہے ہیں یہ انسانی غذا ہے؟ کوئی جانور بھی اس طرح نہیں کھاتا! پینے کو انہیں شراب میسر ہے۔ پھر ایسی کافر اقوام میں نے دیکھی ہیں جانوروں کا خون پیتے ہیں یعنی انسانی سطح سے بھی گر جاتے ہیں پھر کسی کی عزت و آبرو محفوظ نہیں ہے۔ باپ بیٹی کو نہیں روک سکتا' بھائی بہن کو روک نہیں سکتا' جو جس کا جی چاہتا ہے کرتا ہے سب کے سامنے کرتا ہے شرم و حیا بھی گئی کھانے پینے کا مزا بھی گیا پھر اُس کے بعد مزے کی بات یہ ہے کہ کسی بندے کی زندگی بھی محفوظ نہیں۔ یعنی دنیا میں موجودہ دنیا میں انہیں اس کفر سے کیا حاصل ہو رہا ہے؟ کونسی زندگی جی رہے ہیں؟ تو ایسا کیوں کرتے ہیں؟ آخر انسان ہے! ہم گھر میں روز کھانا کھاتے ہیں عجیب بات ہے صبح کا دودھ فریج میں رکھا فریج میں آم پڑے تھے شام کو دودھ نکالا اُس میں آم کی خوشبو آ گئی اب کوئی بچہ بڑا پینے کو تیار نہیں جی اس میں Smell (بو) آ گئی ہے آموں کی' تو یہ جو کتے کھاتے ہیں انہیں Smell کیوں نہیں آتی؟ ہانگ کانگ میں بڑی مہنگی ڈش ہے ''لائیو منکی برین ALive Monkey Brain'' ''زندہ بندر کا مغز''۔ ہوٹلوں میں میزیں بنی ہوئی ہیں اُن پر اتنا سا سوراخ ہے نیچے لگی ہوئی ہیں چمڑے کی پٹیاں۔ نیچے بندر بٹھا کر اُس کا سر اتنا سا اُو پر تھوڑا سا سوراخ ہے باہر ہوتا ہے نیچے اُسے پٹیوں سے باندھ دیتے ہیں اب زندہ بندر بندھا ہوا ہے صاحب بہادر آئے وہاں چھری رکھی ہے وہ چھری سے کھوپڑی کا پیالہ اُتار او چلا رہا ہے یہ اس کا بیٹھے کچا مغز کھا رہے ہیں۔ بڑی مہنگی ڈش ہے۔ زندہ جانور کو تو کوئی جانور بھی نہیں کھاتا۔ یہ شکاری جانور یا درندے بھی جانور کو مار کر کھاتے ہیں وہ تڑپ تڑپ کر مرتا ہے یہ مزے سے کھا رہے ہیں۔ تو انہیں اس سے گھن کیوں نہیں آتی؟ انہیں اس سے غلاظت محسوس کیوں نہیں ہوتی؟ انہیں اس سے بد بو کیوں نہیں آتی؟ انہیں اس سے نفرت کیوں نہیں ہوتی؟ قرآن کریم اُس کی وجہ بتاتا ہے۔ فرمایا۔

ذلک بانھم استحبوا الحیوۃ الدنیا علی الاخرۃ ○ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے دنیا کی عیاشی اور اپنی پسند سے جینے پر آخرت کو چھوڑ دیا۔ انہوں نے یہ سمجھا کہ یہی زندگی ہے اور یہ ہماری زندگی ہے اور یہ ہماری دنیا ہے اور اس میں ہم جو جی چاہے گا کریں گے' آخرت ہے یا نہیں اُس کی ہمیں ضرورت ہی نہیں۔ جب انہوں نے آخرت کو چھوڑ دیا۔ وان اللہ لایھدی القوم الکفرین. تو ایسے کافروں کو اللہ ہدایت نہیں دیتا۔ سمجھ بوجھ نہیں دیتا' ہدایت نہیں دیتا' ہدایت کا معنی صرف یہ نہیں کہ اللہ کو مانے' ہدایت کا معنی یہ ہوتا ہے کہ ہر کام کو کرنے

www.naqshbandiaowaisiah.com

کا ڈھنگ آ جائے تو کام کا سلیقہ ہی اللہ نہیں سمجھاتا۔ ان میں وہ انسانی تمیز ہی باقی نہیں رہتی کہ یہ کام کرنے کے قابل ہے بھی یا نہیں۔ اس لئے کہ اولٰئک الذین طبع اللہ علی قلوبھم .اللہ نے ان کے کفر کی وجہ سے ان کے گناہوں کی وجہ سے ان کی برائیوں کی وجہ سے ان کے غلط نظریات کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر کر دی۔ وسمعھم ان کے کانوں پر بھی مہر کر دی ہے کسی کی فریاد بھی انہیں سنائی نہیں دیتی کسی کی نصیحت بھی انہیں سنائی نہیں دیتی۔ وابصارھم. ان کی آنکھوں پہ بھی مہر کر دی ہے انہیں بھلا یا برا نظر ہی نہیں آتا۔ یہ جانوروں کی طرح جیتے ہیں۔ انسانوں میں اور جانور میں کیا فرق ہے؟ جانور محض زندگی جیتا ہے اُسے بھلے بُرے سے اپنے بیگانے سے غرض نہیں' بھوک لگی کسی کا فصل سامنے آیا کھا لیا' پیشاب پاخانہ آیا گلی میں چل رہا ہے کر لیا صحن میں بیٹھا ہے کر لیا' اپنے تھان پہ بیٹھا ہے کر لیا گوبر کر لیا۔ انسان ہر کام میں بھلائی اور بُرائی میں فرق کرتا ہے کہ یہ میرے لائق ہے بحیثیت انسان یا نہیں' مجھے یہ چیز یہاں کھانا چاہئے یا نہیں' یہاں یہ کام کرنا چاہیے یا نہیں۔ تو اللہ کریم فرماتے ہیں کہ ان کے دلوں پہ مہر کر دی جاتی ہے ان کے کانوں پہ مہر کر دی جاتی ہے انہیں کوئی لعن طعن بھی سنائی نہیں دیتا کوئی نصیحت بھی سنائی نہیں دیتی۔ ان کی آنکھوں کو بھی اندھا کر دیا جاتا ہے اور یہ جانوروں کی طرح ہو جاتے ہیں' انسانی بصیرت ان سے چھن جاتی ہے۔ اب بصارت تو جانور کے پاس بھی ہے بصیرت نہیں ہے اور بصیرت انسانی ان سے چھن جاتی ہے بصارت رہ جاتی ہے انہیں جانوروں کی طرح نظر آتا ہے' بھلے بُرے کی تمیز اٹھ جاتی ہے۔

واولٰئک ھُمُ الغٰفلون. اور ایسے لوگ جن کے دلوں پر کانوں پر آنکھوں پر مہر کر دی جائے وہ قطعی طور پر اللہ سے غافل ہو جاتے ہیں انہیں کبھی بھولے سے اللہ کی یاد نصیب نہیں ہوتی۔

لاجرم. اب اِس بات میں کوئی شبے کی گنجائش نہیں ہے یہ یقینی بات ہے لازمی بات ہے۔ انھم فی الاٰخرۃ ھُمُ الخٰسِرُونَ ٥ جب آخرت میں جائیں گے تو جہاں ہر کسی نے جانا ہے اور روزانہ ہر کوئی جا رہا ہے' ان کا خسارہ تو وہاں دیکھنے والا ہوگا۔ یہ خسارہ کہ دنیا میں غلاظتیں کھا رہے ہیں' بے آبرو ہو کر جی رہے ہیں' ظالمانہ طریقے سے جی رہے ہیں' اللہ کی مخلوق پر ظلم کر رہے ہیں' دنیا کی تباہی کا سبب بنے ہوئے ہیں' یہ ایک الگ بات ہے۔ اِس لعن طعن یا جوان پر نفرین ہو رہی ہے اُس کے علاوہ جب وہ آخرت میں جائیں گے تو اصل خسارے کا پتہ تو وہاں چلے گا کہ انہوں نے کتنے خسارے کا سودا کیا! اور فرمایا اسلام یکطرفہ بات نہیں کرتا ہے کہ جنہوں نے اللہ کا بنایا ہوا ضابطہ حیات نہیں اپنایا انہیں کیا کیا دنیا میں تکلیفیں آتی ہیں اور آخرت میں کیا ہوگا بلکہ اُن کی بات بھی کرتا ہے۔

ثُم اِن ربکَ للذینَ ھاجروا من بعد فُتِنوا ثم جاھدوا وصبروا. فرمایا لیکن تیرا رب بیشک آپ کا رب اُن لوگوں کے لئے جنہوں نے بُرائی میں گناہ میں یا کفر میں مبتلا ہونے کے بعد بھی ہجرت کر لی۔ ہجرت کا معنیٰ ہوتا ہے ایک جگہ ایک مقام ایک علاقے ایک شہر کو چھوڑ کر کسی دوسری جگہ منتقل ہو جانا۔ یہ ہجرت جو تھی یہ تھی فتح مکہ سے پہلے۔ حضور اکرم ﷺ کی بعثتِ عالی مکہ مکرمہ میں ہوئی تیرہ سال مکہ مکرمہ میں آپ ﷺ کا قیام رہا اور آخر کفار کی زیادتیوں سے تنگ آ کر اللہ کے حکم سے آپ ﷺ نے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی۔ آپ ﷺ کے ساتھ یا دین کو بچانے کے لئے فتح مکہ سے پہلے جس شخص نے بھی اِس لئے مکہ مکرمہ چھوڑا کہ وہ اپنے دین کو بچائے وہ ہجرت کہلائی اور مکہ مکرمہ کی فتح کے بعد وہ ہجرت ختم ہو گئی۔ لیکن یہ ہجرت کہ ایک بندہ گناہ میں ہے یا ایک بندہ کفر میں ہے۔ وہ کفر سے سفر کر کے

www.naqshbandiaowaisiah.com

اسلام میں آ جاتا ہے یہ بھی ہجرت ہے! ایک بندہ مسلمان تو ہے لیکن وہ گنہگار ہے پرواہ نہیں کرتا' عبادات کی پرواہ نہیں کرتا' حلال حرام کی پرواہ نہیں کرتا' خطائیں کررہا ہے اور اللہ کی یاد سے غافل ہے پھر وہ اپنے اُس طرزِ حیات کو چھوڑ کر اُس سے نکل کر اُس طرزِ حیات میں آ جاتا ہے جہاں وہ اللہ کو یاد کرتا ہے۔ اللہ کی عبادت کرتا ہے حلال کی کوشش کرتا ہے حرام سے بچنے کی کوشش کرتا ہے تو یہ بھی ہجرت کہلاتی ہے! فرمایا کچھ لوگ جو پیدائشی اچھے نیک گھرانوں میں پیدا ہوئے ایسے لوگ بھی ہیں دنیا میں جو مساجد میں پیدا ہوئے ساری زندگی مساجد میں اللہ اللہ کرتے رہے اور اللہ کا دین سیکھتے رہے یا سکھاتے رہے مسجد میں ہی فوت ہو گئے۔ ایسے بزرگ بھی ہیں جو دفن بھی مساجد میں ہو گئے۔ لیکن ایسے مسلمان بھی بے شمار ہیں جو ایسے گھرانوں میں پیدا ہوئے جہاں دین نام کو کوئی جانتا ہی نہیں' جہاں نیکی کا رواج ہی نہیں' اسلام تو ہے برائے نام ہے' کھانا پینا یا زندگی وہ مسلمانوں جیسی نہیں ہے وہی انداز ہیں جو کافروں کے ہوتے ہیں' حلال حرام کی تمیز نہیں ہے رشوت ہے یا چوری ہے یا ڈاکہ ہے تو فرمایا اگر کوئی کفر میں بھی ہے یا گناہ میں بھی ہے پھر وہ اُس سے نکلا اور اللہ کی اطاعت کا اقرار کر کے اس طرف آ گیا اس طرف آنا ہی کافی نہیں ہے اس طرف آنے کے بعد۔ جاھدُ وا۔ پھر اُس نے جہاد کیا۔ جہاد کیا ہے؟ کہ نفس بُرائی کی طرف زور لگا تا رہے گا لیکن وہ اللہ کی محبت میں اللہ کی طرف چلے گا نفس کی بات نہیں مانے گا' یہ جہادِ اکبر ہے۔ نبی کریم ﷺ ایک غزوہ سے واپس تشریف لائے سب سے اعلیٰ جہاد وہ تھا تلوار سے بھی سب سے اعلیٰ جہاد وہ تھا جو نبی کریم ﷺ کی زیر کمان ہوا اُس کی تو کوئی مثال نہیں ملتی۔

خوش نصیب تھے وہ لوگ جن کے سالارِ اعظم محمد رسول اللہ ﷺ تھے۔ آپ ﷺ ایک غزوے سے واپس آئے اور آپ ﷺ نے فرمایا

رجعنا من الجهاد الاصغرِ الیٰ الجهادِ الاکبرِ ٥ ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف پلٹ آئے۔ یعنی دشمنوں سے لڑنا یہ ایک چھوٹا جہاد ہے! ایک قومی جذبہ ہوتا ہے آدمی ایک جو نیک نہیں ہے اگر ضرورت پڑتی ہے کفر کے خلاف جنگ ہوتی ہے تو اُس میں وہ بھی کود پڑتا ہے' جان بھی دے جاتا ہے' لیکن مسلسل اور سوچ سمجھ کر رات دن کے چوبیس گھنٹے بُرائی کے خلاف جم کر کھڑا رہنا اللہ کی اطاعت پر فرمایا یہ جہادِ اکبر ہے یہ محض جذباتی فیصلوں سے نہیں ہوتا اس کے لئے بڑی قوت درکار ہوتی ہے اور عجیب بات ہے کہ نیکی کبھی عادت نہیں بنتی۔ ایک آدمی نماز پڑھتا ہے بعض لوگوں کا خیال ہے مجھے لکھتے بھی ہیں کہ میں نماز تو پڑھتا ہوں لیکن مجھے بڑی کوشش کرنی پڑتی ہے میرا اُٹھنے کو جی نہیں چاہتا' سحری کو اُٹھنے کو جی نہیں چاہتا۔ یہ بات سمجھ لیجئے کہ آخری سانس تک عبادت کے لئے کوشش کرنا پڑے گی۔ اگر عادت بنانا ہوتی تو وہ شروع سے سارے انسانوں...... کھانا کھانے کی عادت بنا دی اللہ نے' پانی پینے کی' پیاس بجھتی ہے پانی پیتا ہے عادت بن گئی' اسی طرح نماز کی بھی عادت بنا دیتا تو ہر بندہ پڑھتا رہتا۔ عادت نہیں بنتی' ہر نماز کے لئے اہتمام کرنا پڑتا ہے' خود کو آمادہ کرنا پڑتا ہے' اُٹھنا پڑتا ہے' وقت نکالنا پڑتا ہے خواہ ساری زندگی پڑھتا رہے۔

اسی طرح ہر نیکی کے لئے ہر وقت محنت کرنا پڑتی ہے حرام کے پیسے سامنے آئے انہیں چھوڑنے کیلئے اپنے آپ کو مضبوط کرنا پڑتا ہے' ایک موقع آ گیا کوئی نہیں آپ چوری کر سکتے ہیں' نفس کی کوئی خواہش سامنے آ گئی۔ تو قدم قدم پر ایک جہاد جاری ہے جو بندے کو اپنے آپ کے ساتھ اپنے نفس کے ساتھ لڑنا پڑتا ہے! تو فرمایا گناہ سے یا کفر سے صرف توبہ کافی نہیں' توبہ کرے اور پھر جہاد میں جم جائے مسلسل جنگ ہے بُرائی کے خلاف' ہر لمحے ہر آن ہر سانس کے ساتھ!

www.naqshbandiaowaisiah.com

وصبروا. جہاد بھی کرے اور صبر کو شعار بنائے۔ ہمارے ہاں ایک چیز عام ہوگئی ہے کہ شاید کسی کا نقصان ہوگیا اُس نے شور نہیں کیا کہ یہ صبر ہے' کسی کا کوئی عزیز فوت ہوگیا تو اُس نے چیخم دھاڑ نہیں کی تو صبر ہے۔ نیکی پہ صبر سب سے مشکل ہے۔ ایک عجیب بات پیدا ہو جاتی ہے جو لوگ عبادات کرتے ہیں نماز روزہ کرتے ہیں، اللہ اللہ کرتے ہیں وہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ اب دنیا کا ہر کام ہماری مرضی کے مطابق ہونا چاہئے اور دنیا کا نظام تو اُس کا اپنا ہے وہ اپنی پسند سے فیصلے کرتا ہے ہماری پسند سے نہیں۔ جب چیز مرضی کے خلاف آتی ہے تو ...... آج بھی تیں خط تھے' تیں' چالیس' پچاس روز ہوتے ہیں اُن میں کچھ نہ کچھ ایسے ہوتے ہیں کہ جی میں ذکر بھی کرتا ہوں نماز بھی پڑھتا ہوں تلاوت بھی کرتا ہوں لیکن میرے کاروبار میں نقصان ہو رہا ہے؟ بھئی! جو ذکر کرتے ہو تلاوت کرتے ہو یہ تو تم ایک فائدہ کما رہے ہو اور کاروبار ایک الگ چیز ہے۔ اب اُس میں ہوسکتا ہے تمہارا کوئی کاروباری طریقہ غلط ہو' ہوسکتا ہے تم کہیں غلطی سمجھ نہیں رہے اُس کی اصلاح کرو' ہوسکتا ہے تم اپنی پوری کوشش کرتے ہو تو نقصان ہو جاتا ہے یہ اُس کی مرضی ہے اب اگر آپ کو عبادت نصیب ہے تو فیصلے کی طاقت تو آپ کے پاس نہیں ہے۔ کتنے فیصلے کتنے کام ہیں جو میری پسند کے خلاف ہوتے ہیں تو کیا میں اللہ اللہ چھوڑ دوں اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ عبادت سے بندہ خود کو خدائی اختیارات کا مالک سمجھنے لگ جاتا ہے کہ اب دنیا میں وہ ہونا چاہئے جو میں چاہتا ہوں اور اس پر صبر کرنا کہ رات دن اللہ اللہ بھی ہو عبادت بھی ہو حلال بھی کھائے نیکی بھی کرے اور اُس کی پسند کے خلاف فیصلے ہوں تو اُس پر صبر کرے' حوصلہ کرے' اللہ کے فیصلوں کو قبول کرے یہ سب سے مشکل صبر ہے۔ روئے جانے پہ چپ کر جانا صبر آسان ہے' اپنے آپ کو ہمیشہ بندہ سمجھنا اور اپنی خدائی کا دعوے دار نہ بن جانا اس پہ صبر کرنا سب سے مشکل ہے! تو فرمایا گناہ سے یا کفر سے ہجرت کرے۔ ہجرت کے بعد جہاد میں جُت جائے ہر لمحہ ایک مجاہد کا لمحہ ہو' ہر بُرائی کے خلاف مضبوط ہو' اپنے دین اپنے ایمان کو اپنے ارادوں کو اپنے کردار کو مضبوط رکھے اور اگر کوئی چیزیں اُس کے خلاف پسند واقع ہوں تو صبر بھی کرے۔ اس پہ نہ آ جائے کہ میں اللہ کی عبادت کر رہا ہوں تو میری مرضی کے خلاف کام کیوں ہوتے ہیں اگر یہ چیزیں کر لے کہ گناہ سے ہجرت کر لے' نیکی پہ جم جائے اور جہاد کرے اور خلافِ پسند واقعات پہ صبر کرے تو فرمایا۔ **ان ربک من بعدھا لغفور' رحیم°**۔ تو وہ دیکھ لے گا کہ پروردگار کی رحمت اور اُس کی بخشش کتنی وسیع ہے۔ وہ اُس کے کتنے گناہوں کو معاف کرتا ہے کتنی کوتاہیوں سے درگزر کرتا ہے اور اُسے کتنے انعامات سے نوازتا ہے۔

تو اسلام ایک خوبصورت زندگی ہے اس دنیا میں بھی بڑے مزے سے بسر کرتا ہے اس لئے کہ حلال کھاتا ہے' سچ بولتا ہے' عزت و آبرو سے رہتا ہے' دوسروں کی عزت کا احترام کرتا ہے' لوگ اُس کی عزت کا احترام کرتے ہیں اور اگر کوئی خلافِ پسند واقعہ ہو جائے تو اُس پہ صبر بھی کرتا ہے' اللہ پہ بھروسہ کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ مجھے پسند نہیں لیکن فیصلہ یہی صحیح ہے جو میرے رب کو پسند ہے۔ وہ تو مجبور نہیں ہے ہم مجبور ہیں وہ تو مجبور نہیں ہے' اگر یہ تین اوصاف اختیار کر لے خدانخواستہ کفر میں ہے تو کفر سے نکل آئے' گناہ اور خطا میں ہے تو خطاؤں سے نکل آئے' ہجرت کرے' ہجرت کے بعد مجاہد بن جائے' جہاد کرے ساری زندگی جم کر رہے اپنے اصولوں پر اور اگر کوئی چیز ناگوار بھی ہو تو اس پر صبر کرے تو دیکھے گا کہ اللہ کتنا رحم کرنے والا ہے کتنا بخشنے والا کتنا غفور ہے اُس کی بخشش کتنی وسیع ہے اور کتنا رحیم ہے وہ۔ اُسے کیا کچھ عطا کرتا ہے وہ اتنا عطا کرے گا کہ جتنا وہ سوچ بھی نہیں سکتا۔ اللہ کریم ہماری خطاؤں سے درگزر فرمائے نیکی کی توفیق عطا فرمائے اسلام پر زندہ رکھے اسلام پر موت نصیب فرمائے اور مسلمانوں کے ساتھ حشر فرمائے۔ آمین وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

"اکرم التفاسیر" سے اقتباس

شیخ المکرم امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ کے فی البدیہہ خطبات پر مشتمل زیر طبع تفسیر قرآن حکیم

الحمد للہ رب العلمین. والصلوۃ والسلام علی حبیبہ
محمد والہ واصحابہ اجمعین o
اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم.
بسم اللہ الرحمن الرحیم o
الم o ذلک الکتب لاریب فیہ. ھدی للمتقین o الذین
یومنون بالغیب ویقیمون الصلوۃ ومما رزقنھم ینفقون o
والذین یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک o
وبالآخرۃ ھم یوقنون o
اللھم سبحنک لاعلملنا الا ماعلمتنا انک
انت العلیم الحکیم o
مولایا صل وسلم دائما ابدا
علی حبیبک من زانت بہ العصر

پہلا پارہ سورۃ البقرہ کی ابتدا ہے اور قرآن حکیم کی ابتدائی اور شروع کی آیت کریمہ سب سے پہلے اس بات کا اعلان فرماتی ہے۔

ذلک الکتب لاریب فیہ. اس وقت روئے زمین پر اہل کتاب جو ہیں ان کے پاس بھی حقیقی کتاب نہیں ہے۔ بہت بڑی تعداد عیسائیت کی ہے لیکن انکے پاس جو کچھ عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا اس میں سے ایک لفظ بھی نہیں ہے۔ اناجیل میں مختلف حواریوں کی بیان کردہ باتیں ہیں اور انہی کے نام سے موسوم ہیں لیکن اس بات کی بھی کوئی ضمانت نہیں کہ وہ باتیں حواریوں کی ہوں اس لئے کہ کلیسا نے انمیں بے شمار تبدیلیاں کیں اور وقت نے اور حالات نے اسے کچھ سے کچھ بنا دیا۔ یہی حال باقی آسمانی کتب کا ہے اور وہ مذاہب جو اہل کتاب نہیں ہیں ان کے پاس تو ان سے کچھ لوگوں کی گھڑی گھڑائی کہانیاں ہیں، جن کی صحت کی کوئی سند نہیں۔ قرآن حکیم کی ابتدا ہی اس بات سے ہوتی ہے کہ اس یقین کے ساتھ آگے چلو کہ یہ ایک ایسی کتاب ہے جس کی کسی خبر یا کسی امر یا کسی نہی میں کوئی شبہے کی گنجائش باقی نہیں ہے جو خبر دی وہ بھی حتمی ہے اور اوامر بھی ناقابل تبدیل ہیں ان میں کوئی ترمیم نہیں ہو سکتی، نواہی بھی حتمی اور یقینی ہیں ناقابل ترمیم ہیں کوئی انہیں بدل نہیں سکتا۔

ذالک الکتب. یہ ہے وہ کتاب ایک ایسی کتاب جسے الکتب کہا جائے۔ روئے زمین پر اس وقت صرف ایک ایسی کتاب ہے جس کے کسی بھی لفظ میں کسی بھی بات میں کسی بھی خبر میں کسی بھی حکم میں کسی طرح کا کوئی شبہ نہیں اور خوش نصیب ہے یہ قوم جس کے پاس یہ کتاب ہے اور خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اس پہ ایمان لائے اور اس پر یقین رکھتے ہیں۔ عنداللہ نتائج جو مرتب ہوتے ہیں وہ کردار پہ ہوتے ہیں اور محض کہنے سے بات نہیں بنتی۔ اس لئے فرمایا

ھدی للمتقین. ھدی کا معنی عربی میں بہت وسیع ہے اور اگر اسے مختصر الفاظ میں سمونا ہو تو اس کا مفہوم یہ بنتا ہے کہ کسی بھی کام کو کرنے کا صحیح ترین طریقہ جو ہے وہ ھدی کہلائے گا۔ سفر ہو حضر ہو، خرید و فروخت ہو، دوستی دشمنی ہو، معاشرتی مسائل ہوں یا معاشی ہوں سیاسی ہوں ملکی ہوں قومی ہوں کسی بھی کام کے کرنے کا صحیح ترین طریقہ جو ہے وہ ھدی کہلائے گا۔ فرمایا یہ کتاب کتاب ہدایت ہے لیکن للمتقین۔ اہل تقوی کے لئے۔ اب جیسے بارش برستی

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہے ہر ایک پہ برستی ہے امیر وغریب پہ خوبصورت جگہ پر بھی اور بدصورت جگہ پر بھی لیکن اُس کے لئے یہ تو ضروری ہے کہ دامن اُس کا تر ہوگا جو بارش میں کھڑا ہوگا۔ اگر خود کو الگ کر لیتا ہے کسی مکان میں روپوش ہو جاتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ میرا دامن تو گیلا نہیں ہوا تو قصور بارش کا نہیں ہوگا اُس آدمی کا ہوگا۔ اسی طرح کتاب تو کتاب ہدایت ہے لیکن اُن لوگوں کے لئے ہے جو اہل تقویٰ ہوں۔ احباب ''ڈر'' لکھ دیتے ہیں یہاں بھی متقین کے نیچے خدا سے ڈرنے والے تقویٰ کا ترجمہ کیا گیا ہے۔ ڈر بے شمار طرح کے ہوتے ہیں۔ ہم ایذا پہنچانے والی چیزوں سے بھی ڈرتے ہیں چور سے بھی ڈرتے ہیں ڈاکو کا ڈر بھی ہوتا ہے دشمن کا اور جان کا ڈر اور خطرہ ہوتا ہے یہاں ان میں سے کوئی بھی مراد نہیں۔ اور لفظ ڈر تقویٰ کے مفہوم کو ادا نہیں کر پاتا۔ تقویٰ ایک ایسا ڈر ہے جو کسی محبت کرنے والے کو اپنے محبوب کی ناراضگی سے ہوتا ہے۔ ہم والدین سے محبت کرتے ہیں تو کوئی کام کرنے سے پہلے یہ خیال ضرور آتا ہے کہ کہیں والد گرامی ناراض تو نہیں ہوں گے۔ اس لئے کہ ہمارے دل میں اُن کا ایک مقام ہے ایک عظمت ہے ہم نہیں چاہتے کہ وہ ہم سے خفا ہوں۔ اگر اس طرح کا تعلق اللہ کریم سے بن جائے اور تعلق کیسے نہ بنے۔ جبکہ ہر روز دن میں پانچ مرتبہ وہ اپنی طرف آواز دے کر بلاتا ہے کہ آؤ میرے پاس آؤ مجھ سے بات کرو' جو چاہتے ہو مانگو' جو خطرہ ہے بتاؤ' جو ضرورت ہے وہ پیش کرو' مجھ سے باتیں کرو' مجھ سے اپنا دکھ درد بیان کرو' مجھ سے اپنی حالت بیان کرو مجھے بتاؤ کہ تم میرے بندے ہو میں تمہارا رازق ہوں خالق ہوں مالک ہوں' تمہاری ہر ضرورت پوری کرنا ہی میرا منصب عالی ہے میری قدرتِ کاملہ تمہاری ہر ضرورت پوری کرتی ہے اور وہ ایسا کریم ہے کہ ہمیں جن ضرورتوں کا احساس ہوتا ہے بعض اوقات وہ ہمارے لئے ضروری نہیں ہوتیں اور بعض ایسی ضرورتیں جن کا ہمیں احساس ہی نہیں ہوتا وہ ضروری ہوتی ہیں تو وہ ایسا قادر ہے کہ جو ہم نہیں جانتے وہ بھی پوری فرما دیتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مومن کی کوئی دعا کبھی رد نہیں ہوتی جو دعا بھی مومن کرتا ہے اس یقین وایمان کے ساتھ جس کا مطالبہ قرآن کر رہا ہے تو ہر دعا پوری ہوتی ہے لیکن اُس کے انداز مختلف ہوتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ بعض اوقات بعینہٖ دعا پوری ہو جاتی ہے لیکن اُس کے پورے ہونے کا وقت معین ہوتا ہے جب وہ وقت آتا ہے تو پوری ہوتی ہے' ہمارا حوصلہ کم ہے ہم دعا کرنے کے بعد اُسی وقت انتظار میں ہوتے ہیں کہ ابھی ایسا ہو جائے جیسا میں نے کہا ہے تو یہ تو دعا نہیں یہ تو حکم ہوا اور حکم دینا اُس کا کام ہے ہمارا کام نہیں ہمارا کام درخواست پیش کرنا ہے اور درخواست کبھی حکم نہیں ہوتی کہ جیسے حکم ہو اُسی وقت تعمیل ہو۔ درخواست ہوتی ہے اور وہ مومن کی درخواست رد نہیں فرماتا پھر کبھی یہ ہوتا ہے کہ جس طرح کوئی کم سن بچہ چمکتی ہوئی چھری اٹھا لیتا ہے یا اٹھانا چاہتا ہے تو والدہ منع کر دیتی ہے کوئی دوسری چیز پکڑا دیتی ہے جس سے نقصان کا اندیشہ نہیں ہوتا۔ حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ بعض اوقات انسان ایسی دعائیں کرتا ہے جو اُس کے لئے مضر ہوتی ہیں اللہ کریم انہیں بدل دیتا ہے اور اُس کے لئے جو بہتر ہے وہ عطا فرما دیتا ہے اور بندہ اس خیال میں رہتا ہے کہ میں نے دعا کی وہ پوری نہیں ہوئی۔ پوری ہو جاتی ہے لیکن جو کچھ وہ مانگ رہا ہے وہ اُس ننھے معصوم بچے کی طرح خود اُس کے لئے نقصان دہ ہے جس سے وہ آشنا نہیں ہے تو وہ ایسا کریم ہے کہ جو چیز مفید ہوتی ہے وہ تبدیل کر کے دے دیتا ہے اور اگر یہ بھی نہ ہو تو حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ پھر وہ اُس کی آخرت کے لئے اللہ کریم الگ سے جمع کر دیتے ہیں۔ میدان حشر میں جب میزان پہ مخلوق جمع ہوگی اور اعمال تولے جا رہے ہوں گے تو حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کچھ لوگ ایسے ہوں گے کہ جن کے اعمال کا جب وزن ہو جائے گا تو

www.naqshbandiaowaisiah.com

اللہ کریم فرمائیں گے کہ ٹھہرو اس کی کچھ امانت میرے پاس بھی ہے جو فرشتوں کے علم میں نہیں ہے جو اعمال کے حساب کتاب میں نہیں ہے وہ میرے پاس محفوظ ہے تو وہ دعائیں جن کا بدلہ دنیا میں نہیں دیا جاتا جس شخص کی وہ دعائیں محفوظ ہوں گی وہ اُسے اُس وقت عطا کر دی جائیں گی' کہ اس کے نامہ اعمال کی نیکیوں میں رکھ دیں اور ارشاد عالی ہے آپ ﷺ کا کہ بڑے بڑے مستجاب الدعوات اُس دن یہ خواہش کریں گے کہ کاش دنیا میں میری کوئی دعا پوری نہ ہوئی ہوتی اور آج وہ ساری جمع ہو جاتیں۔ تو اللہ کریم مومن کی ہر خواہش و آرزو کو جانتا ہے پورا فرماتا ہے اور یہ رشتہ جب اُس کے ساتھ بن جائے یہ اعتماد جب اُس پہ ہو جائے۔ اعتماد کی صورت یہ ہوتی ہے کہ جیسے موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا بنی اسرائیل کو لے کر چل نکلیں وہ رات کو نکل پڑے اور ساری قوم ساتھ تھی۔ صبح ہوئی فرعون کو خبر ہوئی اُس نے اعلان کر دیا سارا لشکر اکٹھا کیا اور تعاقب میں چل نکلا۔ اب سامنے سمندر آ گیا پیچھے فرعون کا لشکر گرد اڑا رہا تھا تو بنی اسرائیل نے کہا موسیٰ علیہ السلام سے کہ آپ نے ہمیں مروا دیا۔ اب تو کوئی جائے مفر بھی نہیں کہ سامنے اگر سمندر میں اُترتے ہیں تو ڈوب کے مرتے ہیں اور خشکی پہ رہتے ہیں تو فرعون قتل کرتا ہے تو آپ کی وجہ سے تو ہم ایک ایسی مصیبت میں پھنس گئے جس کا کوئی راستہ بھی نہیں تو انہوں نے بڑے اطمینان سے فرمایا۔

ان معی ربی سیھدین. میرا رب میرے ساتھ ہے یہ اُس کا کام ہے راستہ بنانا یعنی اعتماد یہ ہو کہ اگر کوئی بڑے سے بڑا پہاڑ بڑے سے بڑی مصیبت بھی سامنے آ جائے تو بندے کو اعتماد ہو کہ میں اکیلا نہیں ہوں میرے ساتھ میرا پروردگار ہے۔ تقویٰ اس کیفیت کو کہتے ہیں۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے۔

ولمن خاف مقام ربہ جنتٰن.

ایک شخص کی اور بیگم کی کوئی ناچاقی ہوئی تو بیگم نے غصے میں کہہ دیا کہ آپ کے الفاظ تو ایسے ہیں کہ لگتا ہے آپ جہنمی ہیں اس نے جواب میں کہا اگر میں جہنمی ہوں تو تمہیں طلاق۔ اب یہ مسئلہ الجھ گیا کہ طلاق واقع ہوئی یا نہ ہوئی۔ علما سے رجوع کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ اپنی زندگی کا کوئی ایسا واقعہ بتایئے جس پر بات کی جا سکے تو انہوں نے سوچ کر یہ کہا کہ مجھے ایک خاتون سے بہت لگاؤ ہو گیا تھا وہ میری بات نہیں مان رہی تھی اُسے حالات نے مجبور کر دیا اُس نے اپنا آپ مجھے پیش کر دیا لیکن مجھ پر خوفِ خدا غالب آ گیا اور میں نے اُسے چھیڑا نہیں تو انہوں نے فتویٰ دے دیا کہ طلاق نہیں ہوئی۔ ولمن خاف مقام ربہ جنتٰن. جو اللہ کے سامنے پیشی سے ڈر گیا اُس کے لئے دو جنتیں ہیں ایک نہیں لہذا یہ طلاق نہیں ہوئی۔ یعنی اس کیفیت کا پتہ اُس وقت چلتا ہے کہ جب کوئی صورت گناہ کی پیش آتی ہے تو تعلق میں اتنی قوت ہو کہ بندے کو احساس ہو جائے کہ یہ گناہ اللہ سے ناراضگی پیدا کر دے گا اور اس ناراضگی سے ڈرتے ہوئے وہ گناہ نہ کرے یہ تقویٰ ہے اب اسے مطلق ڈر لکھ دینے سے تو یہ مفہوم ادا نہیں ہوتا لیکن اردو کا دامن اتنا وسیع نہیں ہے جتنا عربی کا ہے۔ عربی وہ زبان ہے جسے اللہ نے کلام کے لئے پسند فرمایا۔ عربی محمد رسول اللہ ﷺ کی زبان ہے عربی اہل جنت کی زبان ہے۔

فرمایا کتاب تو یہ سراسر ہدایت ہے اور پھر مزے کی بات یہ ہے کہ نزول قرآن کے ساتھ ہی یہ اعلان بھی کر دیا گیا کہ انا نحن نزلنا الذکر. ہم نے اس کو نازل فرمایا۔ وانا لہ لحافظون. اس کی حفاظت کے ذمہ دار بھی ہم ہیں۔ اور اللہ کی شان دیکھیے کہ نزول قرآن سے لیکر آج تک دنیا کی واحد کتاب ہے جو ایک سات آٹھ سال کے بچے کو بھی زیر زبر سمیت حفظ ہو جاتی ہے یاد ہو جاتی ہے اُس کے سینے میں محفوظ ہو جاتی ہے۔ یہ واحد معجزہ ہے اس کتاب الٰہی کا کہ معصوم بچوں کو یاد کرا دی جاتی ہے جوانوں کو یاد ہوتی ہے' بزرگوں کو یاد ہوتی ہے ساری باتیں بھول جاتی ہیں لیکن

www.naqshbandiaowaisiah.com

حافظ کو قرآن نہیں بھولتا۔ اور دنیا نے تب سے لیکر اب تک بڑے زور لگائے اس میں تحریف کی جائے اس کے الفاظ بدل دیے جائیں زیر و زبر بدل دی جائے۔ طرح طرح کے آپ آجکل بھی اخباروں میں پڑھتے ہوں گے پچھلے دنوں بھی بڑا شور تھا یہودیوں نے کچھ مس پرنٹ کر کے دنیا میں عام کرنے کی کوشش کی لیکن اسے حفاظت الٰہی حاصل ہے اور اللہ کی شان ہے کہ بڑے سے بڑا حافظ جائے نماز پر کھڑا ہوا کوئی زیر یا زبر غلط پڑھ جائے تو پیچھے دس بندے بول پڑتے ہیں کہ یہ اس طرح نہیں اس طرح ہے۔ یہ اللہ کا دوسرا احسان ہے کہ اس عظیم کتاب کی حفاظت کا ذمہ بھی اُس نے خود لے لیا ہمارے ذمے ہوتی تو شاید پہلی قوموں کی طرح ہم بھی اس کی حفاظت نہ کر پاتے۔

ھُدیً للمتقین۔ اہل تقویٰ کو وہ رہنمائی میسر کرتی ہے پھر کون اہل تقویٰ ہیں اُن کی تعریف بھی رب کریم نے خود فرما دی۔ الذین یومنون بالغیب. وہ لوگ جو اُن حقائق پہ یقین رکھتے ہیں جو اُن کے سامنے نہیں ہیں اُن کے لئے غائب ہیں۔ سب سے بڑا غائب خود اللہ جل شانہٗ کی ذات ہے کیوں مانتے ہیں ہم اللہ کو؟ کہاں دیکھا ہے ہم نے اللہ کو؟ کب ہماری بات ہوئی اللہ سے؟ اب ساری بات ایک ہستی پہ آجاتی ہے۔ اصدق الصادقین ﷺ۔ ہم اس لئے مانتے ہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے ہمیں پتہ دیا اللہ کا' ہر مقدمے میں دو یا دو سے زائد گواہ رکھے ہیں اللہ نے اپنی ذات کے لئے کسی دوسرے گواہ کی ضرورت نہیں رکھی۔ اس لئے کہ یہ ایک گواہ ہی ایسا ہے ﷺ کہ جس پر اعتبار نہ کرنے والا پھر کسی پر اعتبار نہیں کر پاتا۔ ایک ہستی ایسی ہے کہ جس پر یقین نہ کرنے والا پھر دائرہ یقین سے ہی خارج ہو جاتا ہے۔ پھر وہ کہیں بھی ٹھہرتا نہیں!

مولانا تھانوی رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ ٹرین میں سفر کر رہے تھے اور ڈبے میں ایک انگریز تھا ایک آپ تھے' انگریز کے ساتھ اُس کا کتا تھا وہ کتا آپ کے قریب ہوا تو آپ نے اُسے فرمایا کہ بھئی! اسے آپ اپنے قریب ہی رکھیں میرے پاس نہ آنے دیں۔ تو اُس نے کہا کہ حضرت آپ تو برصغیر کے مسلمانوں کے چوٹی کے رہنماؤں میں سے ہیں اور کہتے ہیں اسلام محبت کا مذہب ہے اس کی تلقین بھی کرتے ہیں دعویٰ بھی کرتے ہیں اور اللہ کی مخلوق سے محبت ہی محبت ہے تو یہ بھی اللہ کی مخلوق ہے اسے آپ پاس نہیں پھٹکنے دیتے۔ آپ نے فرمایا میرا جواب تو یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ نجس ہے اب ہاتھ لگاؤ تو ہاتھ ناپاک کپڑے سے لگے گا تو کپڑا ناپاک تو میں اپنے نبی ﷺ کی اطاعت میں اس سے بچنا چاہتا ہوں۔ لیکن یہ جواب شاید تمہاری سمجھ میں نہیں آئے گا اس لئے کہ تم جب نبی ﷺ ہی کو نہیں مانتے تو اُن کے ارشادات کی اہمیت تمہاری سمجھ میں نہیں آئے گی۔ تمہارے لئے جواب یہ ہے کہ تم انگریز ہو' تم اُسے دوست رکھتے ہو جو اپنی قوم کا دشمن ہو اور ہم ایسی چیزوں کے قریب نہیں جاتے۔ ایسے افراد کو ہم اچھا نہیں سمجھتے لیکن یہ جواب آپ نے بعد میں دیا پہلی بات جو کہی وہ یہ تھی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ نجس ہے تو میرا اصل جواب یہ ہے۔

اس لئے فقہا لکھتے ہیں کہ بچے کو جب آپ اللہ کا تصور دیں تو ساتھ اسے یہ بتائیں کہ میں اُس اللہ کو رب مانتا ہوں اُس اللہ کو اللہ مانتا ہوں جس کو محمد رسول اللہ ﷺ منواتے ہیں جو حضرت عبداللہ کے گھر مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ اور ہجرت فرما کر مدینہ منورہ جلوہ افروز ہوئے اُس محمد ﷺ نے جو اللہ کے آخری نبی ہیں جس اللہ کا پتہ دیا میں اُس اللہ کو مانتا ہوں۔ الذین یومنون بالغیب. آخرت' فرشتے' برزخ' حساب کتاب' جنت و دوزخ یہ سارے ایسے حقائق ہیں جن تک ہمارے علم ہمارے دماغ ہماری مادی قوتوں کی رسائی نہیں لیکن فرمایا وہ لوگ جو آپ ﷺ کے بتانے سے ان سب چیزوں پر حتمی یقین رکھتے ہیں اور اس یقین کا حاصل یہ ہوتا ہے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

ویقیمون الصلوۃ۔ کہ وہ اللہ کی اطاعت پہ کاربند ہو جاتے ہیں۔ اگر ہم صلوۃ سے مراد صرف عبادات یا نماز نہ لیں تو اس کا مفہوم یہ بنتا ہے کہ جو ہر ہر کام کو اللہ کی اطاعت سمجھ کر کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مومن رزق حلال کماتا ہے تو عبادت ہے اور اپنے بیوی بچوں کو والدین کو عیال کو کھلاتا ہے تو عبادت ہے اور صدقہ شمار ہوتا ہے تو عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ یہ اہل وعیال کو کھلانا تو اُس کے ذمے فرض ہے تو پھر یہ عبادت کیسا؟ تو آپ ﷺ نے مسکرا کر فرمایا کہ فرائض کو پورا کرنا ہی تو عبادت ہے۔ یعنی اگر اُس کے ذمے فرض ہے تو وہ فرض ادا کرتا ہے تو یہی تو عبادت ہے یہی تو صلوۃ ہے اس لئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے ارشاد ہوا تراھُم رُکعاً سُجداً۔ کہ تو انہیں جب بھی دیکھے گا وہ اللہ کے حضور کھڑے ہوں گے یا رکوع میں ہوں گے یا سجود میں ہوں گے تو صحابہ کرام نے بے شمار جہاد کیئے بے شمار سفر کئے کاروبار کیا تجارت کی دنیا کے سارے کام کیئے تو کب ہر وقت رکوع اور سجود میں تھے لیکن جو کام بھی کیا وہ ایسے کیا جیسے رکوع و سجود کیا جاتا ہے! تو دنیا کا ہر فعل جب اطاعتِ الٰہی کے اندر آ گیا تو رکوع و سجود بن گیا اور کتنے خوش نصیب ہیں وہ کہ جنہیں یہ توفیق ارزاں ہے کہ اپنی زندگی شریعت کے مطابق ڈھال لیتے ہیں۔ اُن کا چلنا بھی رکوع اور سجود ہے اُن کا رُکنا بھی' اُن کا جاگنا عبادت اُن کا سونا عبادت اُن کا جینا عبادت اُن کا مرنا عبادت بن جاتا ہے۔

ومما رزقنھم ینفقون۔ انفاق ہوتا ہے کہ جس چیز پہ اللہ کریم عارضی اختیار دے دے وہ خواہ دولت ہو علم ہو طاقت ہو اقتدار ہو یا جسمانی طاقت ہو جو چیز بھی پاس ہو اُسے حدودِ شرعی کے اندر خرچ کیا جائے یہ انفاق ہوتا ہے۔ خرچ کرتے ہیں۔ لیکن اللہ کے حکم کے مطابق کرتے ہیں۔ یقیمون الصلوۃ۔ صلوٰۃ کو قائم رکھتے ہیں۔ ادا کرنا اور بات ہے قیام صلوۃ اور بات ہے یہ وہ خوش نصیب ہیں جو دوسروں کو بھی اللہ کی اطاعت پہ کاربند کرنے کا سبب بن جاتے ہیں۔

جب نبی کریم ﷺ پر وحی نازل ہوئی تو اس بوڑھے آسمان کو یاد ہے کہ روئے زمین پر ایک ہستی تھی محمد رسول اللہ ﷺ جو اللہ پر ایمان لائی صرف حضور ﷺ تھے جو اللہ کو جانتے تھے اور روئے زمین کی ساری آبادی بے خبر تھی پھر ایک سے دو ہوئے مردوں میں سب سے پہلے لبیک کہنے والے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ تھے خواتین میں یہ شرف حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حصے میں آیا ایک سے تین' تین سے چار۔ اب وہ زمانہ ایسا تھا کہ چند افراد ایمان لائے اور روئے زمین کا کفر اٹھ کر مقابلے پر کھڑا ہو گیا۔ دنیائے کفر کو شکوہ یہ نہیں تھا کہ یہ نیا مذہب کیوں آیا ہے۔ مکہ مکرمہ ایک ایسی جگہ تھی جہاں غالباً کم وبیش دنیا کے سارے مذاہب پائے جاتے تھے اور اُس کی وجہ یہ تھی کہ تجارتی مرکز بھی تھا اُس عہد کے لوگوں کا عہد جہالت میں عبادت کا مرکز بھی تھا اور عرب روئے زمین پر پھرتے تھے چین تک اور ہندوستان تک اُن کی تجارت پھیلی ہوئی تھی۔ اسی طرح مغرب میں ہسپانیہ تک اور یورپ تک اُن کی تجارتیں پھیلی ہوئی تھیں تو جہاں جاتے وہاں کے رواجات اور وہاں کے نظریات لے آتے اسی لئے مکہ مکرمہ میں ایسے لوگ تھے جو سورج کو پوجتے تھے ایسے تھے جو جنوں کی عبادت کرتے تھے ایسے تھے جو مختلف بتوں کو پوجتے تھے ایسے تھے جو ستاروں کی پوجا کرتے تھے ایسے تھے جو فرشتوں کو خُدا کی بیٹیاں بنا کر اُن کی عبادت کرتے تھے تو جب اتنے بے شمار مذاہب متعدد مذاہب ایک شہر میں پہلو بہ پہلو جی رہے ہیں تو اسلام آ گیا تو کیا ہوا کہ ایک مذہب آ گیا تو اُس سے کیا فرق پڑا۔ فرق یہ تھا کہ وہ سارے مذاہب اپنی اپنی روش پہ کاربند تھے بُرائی کو بُرائی اور غلط کو غلط نہیں کہتے تھے اسلام نے جہاں حق کو حق کہا وہاں باطل کو باطل بھی ڈٹ کر کہا اور یہ تو بہت مشہور واقعہ ہے

www.naqshbandiaowaisiah.com

۔بخاری شریف میں صحاح ستہ میں سب میں موجود ہے کہ اہل مکہ نے اپنے سرکردہ لوگوں کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمتِ عالی میں بھیجا اور اُن کی درخواست صرف یہ تھی کہ آپ ﷺ اپنے مذہب پر رہیں جو لوگ آپ ﷺ کے ساتھ مذہب قبول کرتے ہیں وہ بھی رہیں۔ آپ ﷺ اپنے طریقے کی عبادت بھی کریں لیکن ایک کام ضرور کریں کہ ہمارے بتوں کو ہمارے خداؤں کو جھوٹا کہنا چھوڑ دیں۔ پہلے بھی تو بے شمار مذاہب ہیں ہر کوئی اپنا اپنا کرتا ہے ۔آپ ﷺ اپنے مذہب کی بات کریں ہمارے کو غلط کہنے کی ضرورت کیا ہے اور دعوت اُن کی یہ تھی اگر اس کے بدلے آپ ﷺ چاہیں کہ آپ ﷺ کو دولت ملے تو ہم اتنی دولت جمع کر دیتے ہیں کہ پھر عرب میں کسی دوسرے کے پاس اتنی دولت نہ ہو اگر آپ ﷺ کوئی خوبصورت حسین خاتون چاہتے ہیں تو عرب کے جس بڑے بندے کی جس بچی کو آپ ﷺ چاہتے ہیں ہم آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیتے ہیں اگر آپ ﷺ اقتدار چاہتے ہیں تو ہم آپ ﷺ کو عرب کا بادشاہ اور سلطان بنا دیتے ہیں اور آپ ﷺ کی تاجپوشی کرتے ہیں ہم سب آپ ﷺ کی غلامی کریں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ تو وہ باتیں ہیں جو تمہارے بس میں ہیں جو تمہارے بس میں نہیں اگر تم آسمان سے سورج اور چاند لے آؤ اور میرے ایک ہاتھ پہ سورج رکھ دو دوسرے پہ چاند رکھ دو میں وہی کہوں گا جو میرا رب مجھے کہنے کا حکم دے گا۔

تو جہاں حق پر عمل ضروری ہے وہاں ابطال باطل بھی اتنا ہی ضروری ہے اسلام کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ حق کو حق کہتا ہے مانتا ہے منواتا ہے ساتھ باطل کو رد بھی کرتا ہے اور پورے جوش اور پوری قوت سے کرتا ہے سمجھوتہ نہیں کرتا۔ تو وہ لوگ جب انہیں ایمان و یقین نصیب ہوتا ہے تو جو اُن کے دائرہ اختیار میں ہے اُسے اُس طرح کام میں لاتے ہیں جس سے مزید اللہ کی رضامندی حاصل ہوتی ہے۔

والذین یومنون بما انزل الیک اور جو کچھ آپ ﷺ پر نازل ہوتا ہے اُس پر یقین کامل رکھتے ہیں۔ وما انزل من قبلک جو آپ ﷺ سے پہلے آسمانی کتب نازل ہوئیں اُن کا انکار نہیں کرتے اُن پر یقین رکھتے ہیں کہ جو کچھ اللہ نے فرمایا وہ سچ ہے لیکن عمل اُس پر ہوگا جو محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چونکہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں اور ساری کائنات کے لئے نبی ہیں۔

پہلی کتابوں میں دیکھیں کتاب میں دو چیزیں ہوتی ہیں ایک ہوتی ہے خبر اور ایک ہوتی ہے اوامر و نواہی' احکام۔ خبر نا قابل تبدیل ہوتی ہے۔ آدم علیہ السلام نے خبر دی لا الہ الا اللّٰہ تب سے لیکر آقائے نامدار ﷺ تک ہر نبی ہر رسول نے یہ خبر دی لا الہ الا اللّٰہ۔ اس میں تبدیلی نہیں ہوئی چونکہ خبر اگر بدل جائے تو دونوں خبریں سچ نہیں ہوتیں۔ خبر بدل جائے تو ایک سچی ہوتی ہے ایک غلط ہوتی ہے تو پہلی کتابوں میں بھی جو خبر تھی وہی خبریں قرآنِ مجید میں بھی ہیں کسی خبر میں تبدیلی نہیں ہوئی اللہ کے بارے آخرت کے بارے' حساب کتاب کے بارے' جنت و دوزخ کے بارے ذات وصفاتِ الٰہی کے بارے' جو بھی خبر دی گئی خبر تبدیل نہیں ہوئی احکام وقت کے ساتھ بدلتے رہے۔ پہلی شریعتوں میں اور احکام تھے پھر دوسری میں کچھ اور تھے تیسری میں کچھ چیزیں منع تھیں کچھ حلال تھیں عبادت کا طریقہ اور تھا اوقاتِ صلوٰۃ اور تھے تعداد اور تھی صلوٰۃ کی روزے کا طریقہ اور تھا ہر ایک کا اپنا قرینہ تھا لیکن جب آقائے نامدار ﷺ مبعوث ہوئے تو آپ ﷺ کائنات کے لئے مبعوث ہوئے اور ہمیشہ کے لئے مبعوث ہوئے لہٰذا قرآن میں جو احکام بھی نازل ہوئے نزول کے بعد یہ بھی ناقابل تبدیل ہو گئے اب قرآن کی نہ خبر میں تبدیلی ہے اور نہ حکم میں تبدیلی ہو سکتی ہے۔

تو احکام الٰہی کے مطابق اپنی قوتوں کو صرف کرنا انفاق کہلاتا ہے پھر وہ لوگ یہ جو کچھ آپ ﷺ پر نازل ہوا اور آپ ﷺ سے پہلے نازل ہوا اُسے حق سمجھتے ہیں اور یہاں پھر دہرایا اگرچہ یہ بات

ایمان بالغیب میں شامل ہے لیکن اسے الگ سے دہرایا وبالآخرۃ ھم یوقنون. احتساب کا ذکر کردار کی اصلاح کے لئے رکن اول ہوتا ہے۔ اب یہ قیامت ایمان بالغیب میں شامل ہے لیکن پھر الگ سے ذکر کیا کہ۔ وبالآخرۃ ھم یوقنون. اور جنہیں آخرت پر یقین کامل ہے جنہیں پتہ ہے کہ مجھے اللہ کے روبرو کھڑا ہونا ہے میرے اعمال کی باز پرس ہوگی میرا کردار دیکھا جائے گا مجھ سے پوچھا جائے گا کہ میری نعمتیں تجھ پر کتنی تھیں اور تو نے بدلے میں کیا شکر ادا کیا لینے کو تو تجھے ہر چیز لینی تھی اور دینے کو صرف یہ دینا تھا کہ اے اللہ تیرا احسان ہے تو نے مجھے یہ نعمت عطا کی تجھ سے اتنا بھی نہ ہو سکا۔

آج کی ہماری عمومی حالت یہ ہے کہ اطاعتِ الٰہی ہم پر بوجھ ہے اور کافرانہ تہذیبوں کے ہم اسیر اور اُن پر فدا ہیں اور حیرت اس بات پہ ہوتی ہے کہ ہم میں سے ہر ایک کو شکوہ یہ ہوتا ہے کہ اللہ ہم پہ وہ رحمت نازل نہیں کرتا جو صحابہ کرام پہ کرتا تھا ہم یہ نہیں دیکھتے کہ وہ کیا لوگ تھے اور ہم کیا ہیں۔ مکہ مکرمہ میں جس دن صحابہ کرام کی تعداد چالیس ہوگئی چالیسواں بندہ ایمان لایا حضور ﷺ دارِ ارقم میں جلوہ افروز تھے تو صحابہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم چالیس ہو گئے ہیں اور بت کعبے میں رکھے ہیں بت پرست کعبے میں عبادت کریں اور اللہ کا نبی ﷺ کعبے میں نہ جائے جبکہ ہم چالیس ہیں۔ آج ہم کعبے میں جائیں گے۔ ابوجہل نے اپنے سپاہی کھڑے کر دیئے راستوں پر نیزے اور تلواریں دے کر۔ اہل شہر نے پتھر مارے عورتوں نے مٹی کے برتن اور گھڑے اور چیزیں پھینکیں چالیس آدمیوں نے بازوں میں بازو دے کر وہ ارادہ کیا کہ ابوجہل کو اپنی سپاہ ہٹانا پڑی کہ یہ تو مختلف قبائل کے چالیس لوگ ہیں تو یہ سارے قبائل میں جنگ چھڑ جائے گی ان کو مارو گے تو اور انہوں نے نبی کریم ﷺ کو حرم شریف میں لے جا کر عبادت کی۔ آج دنیا کی آبادی چھ سو کروڑ کے لگ بھگ ہے جس میں دو سو کروڑ کے قریب مسلمان ہیں۔ یعنی سب سے بڑی قوم دنیا میں اس وقت مسلمان ہیں۔ عیسائی دوسرے نمبر پر ہیں اور آج ہم رسوا ہیں۔ کیوں؟ اللہ کے ساتھ وہ تعلق ہی نہیں رہا ہم اُس سے بات ہی نہیں کرتے اُس کی بات ہم سنتے ہی نہیں۔ اُسے اپنے ساتھ رکھتے نہیں ہم اُس کے ساتھ رہتے نہیں۔ اللہ بھی وہی ہے رسول ﷺ بھی وہی ہے کتاب بھی وہی ہے کیا بدل گیا؟ مسلمان.....کوئی چیز تو بدلی ہے نا کہ نتائج وہ نہیں رہے تو ہم بدل گئے ہیں اور ہمارا دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ ہم سب وعظ کرتے ہیں دوسروں کے لئے نصیحت کرتے ہیں دوسروں کے لئے احتجاج کرتے ہیں حکومت اسلام نافذ کردے۔ بھئی حکومت بھی کردے گی اگر ہم اپنے آپ پر خود نافذ کردیں تو ہر فرد اپنے آپ پر نافذ کر لے تو کونسی حکومت ہے جو اُسے گمراہ کر سکے اور ہم اپنے آپ پر نافذ نہیں کریں گے تو کوئی ایسی حکومت نہیں آئے گی جو ہم پر نافذ کردے۔ بنیادی اور پہلی بات یہ ہے کہ خود حق کا ساتھ دیجئے وہ دلوں کو دیکھتا ہے ارادوں کو دیکھتا ہے شکلیں اُس نے خود بنائی ہیں اُس کے لئے سب خوبصورت ہیں اس لئے کہ وہ خالق ہے یہ میری اور آپ کی بات ہے کہ فلاں بندے کا رنگ اچھا نہیں ہے فلاں کا خراب ہے فلاں خوبصورت ہے فلاں خوبصورت نہیں یہ میری اور آپ کی بات ہے وہ سب کا مالک ہے اُسے سب عزیز ہیں اور سب خوبصورت ہیں اُس کے اپنے بنائے ہوئے ہیں۔ وہ دلوں کو دیکھتا ہے جو دل بھی اُس کی طرف مائل ہوتا ہے اُسی پہ کرم فرما دیتا ہے۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ میرے بھائی! کم از کم اپنے آپ کو اللہ کے قریب کرلو اللہ کو ہر وقت ساتھ رکھو۔ سفر و حضر میں عبادت میں دوستی اور دشمنی میں کاروبار میں اگر کوئی ایک بندہ بھی یہ کیفیت رکھتا ہے تو دنیا ساری کو آگ لگ جائے وہ مانند ابراہیم علیہ السلام اُس میں محفوظ و مطمئن ہی بیٹھا ہوگا۔

وآخر دعونا ان الحمدللہ رب العالمین

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہمارا اسلام اس شہزادے کا اسلام ہے کہ بس کہہ دیا کہ ہم مسلمان ہیں اور باقی سارا کام از خود ہو جائے گا۔لیکن اسلام اس عمل کا نام ہے جس کے لئے ہم کمر بستہ ہو جاتے ہیں۔اسلام اس مشنری جذبے کا نام ہے جس کے لئے ہم اٹھ کر چل دیتے ہیں۔ اسلام اس درد کا نام ہے جو ہمیں بے قرار کر کے میدان عمل میں لے آتا ہے۔کرنے اور کر گزرنے کا نام اسلام ہے' انتظار کا نام اسلام نہیں۔

اقتباس از ''کنزالطالبین''

تاجران : کاٹن یارن اینڈ پی سی یارن

تعاون

شیخ ناصر شیخ عبدالستار گلی نمبر 1 بالمقابل رحمان مارکیٹ

منٹگمری بازار فیصل آباد فون 041-617057-611857

www.naqshbandiaowaisiah.com

المرشد سے انتخاب

صرف میلاد پر جلسے ہوتے ہیں، بعثت پر کیوں نہیں ہوتے؟

حیرت اس بات پہ ہوتی ہے کہ ساری قوم میلاد مناتی ہے بعثت کوئی نہیں مناتا نہ کبھی بعثت کی تاریخ کا کوئی پتہ چلتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ پر پہلی وحی کس تاریخ کو آئی تھی۔ نہ کبھی اس پر کوئی جلسہ ہوتا ہے نہ اس پر کوئی رسالہ لکھتا ہے۔ آخر کیوں؟ شاید اس لئے کہ بعثت کا تذکرہ ہوگا تو ایمان لانا پڑے گا۔ بعثت کا تذکرہ ہوگا تو حضور اکرم ﷺ کی اطاعت کرنا پڑے گی۔ بعثت کا تذکرہ ہوگا تو آپ کی غلامی کرنی پڑے گی۔ بعثت کا تذکرہ ہوگا تو دل سے بت خانہ ہٹانا پڑے گا۔ خواہشوں کے بت، جھوٹی انا کے بت، تکبر و غرور کے بت، لالچ و ہوس کے بت، یہ سارے دل سے نکالنے ہوں گے اور ان سب کی جگہ ایک اللہ کی حکومت قائم کرنا ہوگی۔

☆ امیر محمد اکرم اعوان ☆

المرشد اکتوبر 1989ء

الحمد للّٰہ رب العلمین○

والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہٖ محمدٍ

والہٖ واصحابہٖ اجمعین○

اعوذ باللّٰہ من الشیطٰنِ الرجیم○

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم○

لقد منّ اللّٰہ علیَ المومنین اذ بعثَ فیھم رسولاً.

اللّٰھمّ سبحٰنکَ لاعلم لنا الّا ما علّمتنا انکَ انتَ العلیم الحکیم○

مولایا صلّ وسلّم دائماً ابداً علی حبیبکَ من زانت بہِ العُصُر

ربیع الاول کا مبارک مہینہ ہے اور الحمد اللہ جب بھی سال کا یہ مہینہ آتا ہے تو ملک بھر میں ہر شہر ہر قریے ہر گاؤں ہر مسجد اور تقریباً ہر ادارے میں نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کے تذکرے ہوتے ہیں۔ ان برکات کو بیان کیا جاتا ہے جو حضور اکرم ﷺ کی ولادت کے طفیل انسانیت کو نصیب ہوئیں اور کثرت سے درود سلام پڑھا جاتا ہے اور ہونا بھی چاہئے کہ نبی کریم ﷺ کی ذات پوری انسانیت کے لئے وہ شرف اور وہ عزت لائی جس نے انسانیت کا مقصد تخلیق پورا کر دیا اور ساری مخلوق کے لئے اللہ کی رحمت مجسم ہو کر آقا نامدار ﷺ کی صورت پاک میں ڈھل گئی تو بے شک اتنی عظیم ہستی کی ولادت کا تذکرہ صرف اسی مہینے یا کسی خاص دن کا محتاج نہیں بلکہ زندگی کے ہر سانس اور طلوع ہونے والے ہر دن چھا جانے والی ہر رات اور مومن کے ہر نفس اور ہر لمحے کو اس سے روشن اور منور رہنا چاہئے۔

ایمان نصیب ہوتا ہے تو یہ مشت غبار جو ہے انسانی وجود یہ ذات باری کا طالب بن جاتا ہے۔ یہ دو عالم کو ٹھکرا سکتا ہے۔

لیکن اب بات یاد رہے کہ حضور اکرم ﷺ کی حیات طیبہ کے دو حصے ہیں ایک حصہ چالیس سالہ عمر مبارک کا وہ ہے جو بعثت سے پہلے ہے اور وہ بھی آپ ﷺ کی مبارک زندگی ہے اتنی روشن اتنی منور اتنی شفاف کہ جب آپ ﷺ مبعوث ہوئے تو آپ ﷺ کی نبوت کے جہاں اور بے شمار دلائل ارشاد فرمائے گئے وہاں رب جلیل نے آپ کی اسی چالیس سالہ زندگی کو بھی آپ ﷺ کی نبوت کی دلیل کے طور پر ارشاد فرمایا۔

لیکن با ایں ہمہ جتنی برکات کا تعلق آپ کی ولادت سے ہے وہ خلق خدا کے لئے عموماً ہیں۔ کسی ایک قوم، کسی ایک معاشرے، کسی ایک طبقے کے لئے مختص نہیں ہیں بلکہ اللہ کی ساری مخلوق ان سے مستفید ہوتی ہے۔ کیونکہ آپ رحمۃ للعٰلمین ہیں تو جو دینی طور پر برکات اللہ کی طرف سے مخلوق کو پہنچتی ہیں خواہ وہ آسمانوں میں رہتی ہو، زمینوں میں رہتی ہو، خشکی پر رہتی ہو یا سمندروں میں، ہواؤں کی باسی

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہو یا جنگلوں اور صحراؤں کی انسان ہوں یا جن یا فرشتے سب تک پہنچتی ہے۔ شجر و حجر گھاس کے تنکے سے لیکر باغ میں کھلے ہوئے پھول کی پنکھڑی تک اس کی رحمت عامہ سے سیراب ہوتے ہیں۔

لیکن جب آپ ﷺ مبعوث ہوتے ہیں تو صورتحال بدل جاتی ہے۔ آپ ﷺ کی پیدائش پر زمین ہمیشہ کی یا یکبارگی تباہی سے اللہ نے ممنوع قرار دے دی کہ جس طرح پہلی قومیں غرق ہوتی ہیں حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کے بعد وہ عذاب ختم ہو گیا۔ پہلے خطاؤں پہ لوگوں کے چہرے مسخ ہو جاتے تھے' انسانوں کو بندر بنا کر ہلاک کر دیا انسانوں کو خنزیر بنا کر ہلاک کر دیا گیا

وجعلنا منھم القردة والخنزیر.

اللہ کریم خبر دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہم نے ان کی بداعمالیوں کے سبب کسی کو بندر بنا دیا کسی کو خنزیر بنا دیا اور اسی طرح ذلیل و رسوا ہو کر تباہ ہو گئے۔ لیکن آپ ﷺ کی ولادت کے بعد قوموں پر سے یہ عذاب اٹھ گیا۔ انسانی شکل کا مسخ عمومی سطح پر قومی سطح پر کبھی نہیں ہوا۔ اسی طرح قومیں جس طرح طوفان نوح علیہ السلام میں پورے روئے زمین کی آبادی تہ آب چلی گئی۔ اسی طرح کا اجتماعی عذاب اٹھ گیا۔ بے شمار یہ برکات ہیں جو ساری مخلوق حاصل کر رہی ہے۔ لیکن بعثت اتنا بڑا انقلاب تھا آپ ﷺ کا بحیثیت خاتم النبیین مبعوث ہونا اور وحی الٰہی کا شروع ہونا اتنا بڑا انقلاب تھا کہ رب جلیل نے اسے بطور خاص ذکر فرمایا قرآن حکیم نے جب آپ ﷺ کی ذاتِ عالی صفات کی عظمت بیان کرنا چاہی تو رب جلیل کے احسانات تو کوئی شمار نہیں کر سکتا اتنے ہیں کہ عدم سے وجود بخشا انسان بنایا وہی خالق ہے جس نے جانور بنائے ہیں' پرندے بنائے ہیں' حیوانات بنائے ہیں' نباتات بنائے ہیں' درخت' گھاس کے تنکے' پتھر بنائے ہیں' اسی نے اس ساری مخلوق میں جسے انسان بنایا اس پر کتنی بڑی شفقت فرمائی کہ وہ تو موجود ہی نہیں جو چاہتا اسے بنا دیتا پھر انسانوں میں اس نے بے شمار خوبیاں بے شمار نعمتیں بے شمار اوصاف رکھے' عقل عطا کی خواس خمسہ عطا فرمائے۔ دیکھتے' بولتے' سونگھنے کی قوتیں فرمائیں اور وہ علوم عطا فرمائے کہ انسان زمین اور جوئے سماوی کو تسخیر کرنے کے ارادے لئے پھرتا ہے' روشنیوں اور تاریکیوں پر راج کر رہا ہے۔ ہواؤں' فضاؤں' سمندروں پہ سفر کرتا ہے اور اتنی نعمتیں بے دریغ استعمال کرتا ہے کہ جو کسی شمار میں نہیں آ سکتیں۔ یہ سارے اس کے کتنے بڑے احسانات تھے لیکن ان سب کو چھوڑ کر جب اس نے شمار فرمایا اس نے فرمایا کہ میں نے ایمان والوں پر بہت ہی بڑا احسان کیا ہے اتنا بڑا کہ جس کی عظمت کو تم اپنے عقل اور علم کی حدود میں بند نہیں کر سکتے اتنا بڑا احسان جو اللہ ہی کر سکتا ہے۔ اتنا بڑا احسان کہ جس کی عارضی نسبت بھی تم کسی طرح نہیں کر سکتے۔ بیماری سے صحت ملتی ہے تو ہم عارضی طور پر ڈاکٹر کی طرف منسوب کر دیتے ہیں' معالج کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ بھوک سے پیٹ بھرتا ہے تو کھانے کی طرف منسوب کر دیتے ہیں' عہدے اور ملازمت ملتی ہے تو کسی سفارش کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ اگر چہ سب کچھ دینے والا تو رب العلمین ہی ہے پھر بھی اسباب کا ایک اتنا گہرا دبیز پردہ ہے کہ ہر کام ہم کسی سبب کے سپرد کرتے چلے جاتے ہیں۔ لیکن بعثتِ رسالت، نبی ﷺ کو مبعوث کرنا اتنا بڑا احسان ہے رب العلمین کا کہ انسان اگر چاہے بھی تو اللہ کے سوا کسی طرف اسے منسوب ہی نہیں کر سکتا۔ اتنا بڑا کام ہے کہ اللہ کی ذات بابرکات کے علاوہ کوئی دوسرا یہ کر سکتا ہی نہیں کسی طرف عارضی طور پر نسبت بھی نہیں کی جاتی۔

تو حیرت اس بات پہ ہوتی ہے کہ جس بات کو اللہ کریم بہت بڑا احسان گردانتے ہیں اور جس واقعہ کو اللہ کریم انسانیت کی تاریخ میں

> ایک بات یاد رکھیے! جب آپ ﷺ کا ذکر خیر کر رہے ہیں تو کم ازکم آپ ﷺ کی پسند کے مطابق کریں اپنی پسند وہاں نافذ نہ کریں۔ حق تو یہ ہے کہ مومن نام ہے اپنے آپ کو بیچ دینے کا۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

انقلاب کی بنیاد بنا دیتے ہیں۔ جس واقعے سے اتنا بڑا انقلاب آیا کہ زمین پر بسنے والے انسانوں تک اللہ کا ذاتی کلام پہنچا اور لوگوں نے جو سوال بارگاہ نبوت ﷺ میں پیش کئے ان کا جواب اللہ کریم کی طرف سے انہیں موصول ہوا اتنا بڑا انقلاب کہ جس نے انسانی تاریخ میں وہ تبدیلیاں کیں جو نہ اس سے پہلے دیکھنے میں آئیں نہ اس کے بعد کوئی ان کی امید کر سکتا ہے۔ اتنا بڑا انقلاب کہ روئے زمین پر ساری انسانیت تباہ حال تھی، ظلم و جور میں پس رہی تھی چیخ رہی تھی، بلبلا رہی تھی یہ آپ کا برصغیر جو ہے اس میں اتنی انسانی آبادی نہیں تھی جتنے بتوں کی پوجا ہوتی تھی۔ جب نبی رحمت ﷺ مبعوث ہوئے تو اس زمانے کی تاریخ کے مطابق برصغیر پاک و ہند میں تینتیس کروڑ بت پوجے جاتے تھے۔ اس زمانے میں انسانی آبادی برصغیر میں تینتیس کروڑ نہیں تھی لیکن بت جن کی پوجا ہوتی تھی وہ تینتیس کروڑ تھے۔ یہی حال شمالی ایشیائی اقوام کا تھا خواہ وہ چین ہو یا وسط ایشیا یا سائبیریا ہو یا روس کسی کو کھانے پینے میں پاک ناپاک حلال و حرام جائز و ناجائز کی تمیز نہیں تھی بلکہ وحشت و بربریت ایسی تھی کہ جو چاہتا جس کو چاہتا لوٹ لیتا۔ وسط ایشیائی اقوام جو ہیں یہ تو اتنے گئے گزرے لوگ تھے کہ زندہ جانوروں کا گوشت کاٹ کر کھا جاتے تھے جانور کو مارتے تک نہیں تھے۔ ایک ٹانگ کاٹ لی ایک بازو کاٹ لیا گوشت کاٹ لیا اور وہ کھا گئے جانور

تڑپتا پھرتا تھا، وہ کہتے دوسرا حصہ کل کھائیں گے۔ ہر طاقت ور کمزور کو لوٹ لیتا' بیویاں چھین لیتے بچے چھین لیتے' غلام بنا لیتے مال لوٹ لیتے۔

ایران بہت بڑی ریاست تھی لیکن آگ کی پوجا ہوتی تھی' ظلم و جور تھا' تباہی تھی' بربادی تھی اور شاہی خاندان کے بیشتر جو حکمران گزرے ہیں کسی نے اپنی بھانجی سے

کتنی بڑی بات ہے کہ ایک آدمی جسے کوئی محلے میں' گلی میں' گھر میں اہمیت نہ دیتا ہو' اسے اتنی اہمیت مل جائے کہ اس کا ہر کام اللہ کے حکم کے مطابق ہو۔

شادی کر رکھی تھی کسی نے اپنی بہن سے کسی نے اپنی بیٹی سے۔ بیٹی تک سے ان کی شادیاں ثابت ہیں۔ تو انصاف، شرافت اور انسانیت کہاں تھی۔

رومن ایمپائر کی باتیں تو آپ پڑھتے سنتے رہتے ہیں۔ بھوکے درندوں کے سامنے انسانوں کو چھوڑ کر تماشا دیکھا جاتا۔ یہ یورپ اور یہ مغربی اقوام جن کے جیسا بننے کی آج کل ہر شخص کو آرزو ہے انہیں Cave Man کہا جاتا تھا غاروں میں رہنے والے لوگ۔ انہیں مکان بنانا نہیں آتا تھا۔ یہ وحشی اور درندے تھے

آج بھی دیکھ لیں جب آدمی [illegible] پہ چلے گئے ہیں اور آج کل [illegible] سے درندگی کرتے ہیں۔ آج کل اس پر الفاظ کا لبادہ اوڑھ کر کرتے ہیں آج کل بھی کرتے وہی وحشت و بربریت و درندگی ہی ہیں۔ لیکن اس پر تہذیب کا ایک روغن چڑھا دیا گیا ہوا ہوتا ہے اور اس کے ساتھ آپ افریقہ کی طرف جائیں تو وہاں تو انسان انسانوں کا گوشت کھاتا تھا یعنی روئے زمین پر وہ تباہی وہ ظلم وہ بربریت تھی کہ ایسا ظالمانہ معاشرہ اس سے پہلے کبھی تاریخ انسانی میں نظر نہیں آتا اور نہ اس کے بعد آج تک پھر ایسا ظلم و جور ایک وقت ساری روئے زمین پر پھیل گیا ہو۔ اس پورے روئے زمین پر اللہ کا نام بتانے والا کوئی ایک انسان نہیں تھا۔ کہ آپ ﷺ کی بعثت ہوئی۔ اور بعثت آقائے نامدار نے انسانی دلوں کو [illegible] کی آماجگاہ بنا دیا۔ بڑی عجیب بات ہے کہ کوہ طور جیسا جن انوارات کی ایک جھلک برداشت نہ کر سکا اور بڑی بڑی [illegible] جل کر سرمہ بن گئیں انہیں اللہ کے بندوں کے قلب کا اوڑھنا بچھونا بنا دیا۔

یعنی وہ مقدس وادی جسے اللہ کریم نے مقدس فرمایا۔ انک بالواد المقدس طوی۔ وہ مقدس وادی جسے رب العالمین مقدس کہتے ہیں اس میں کھڑا ہوا [illegible] پہاڑ تجلیات باری کا ایک شمہ برداشت نہ کر سکا۔ فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

پر نچے اڑا دیئے تجلیات باری نے۔ ان تجلیات کو ایمان لانے والے بندوں کے قلوب میں یوں سمو دیا کہ وہ ان کی غذا بن گئی۔ وہ ان کی حیات بن گئی اور ان کا کوئی لمحہ ان تجلیات کے بغیر بسر نہیں ہوتا تھا کتنی عجیب بات ہے!۔

اور ایک اتنا بڑا انقلاب کہ جب ایسے لوگ اٹھے جن کے سینوں میں وہ بجلیاں تڑپتی تھیں تو کفر اور باطل اور ظلم و جور پر ایک لرزہ ایک کپکپی طاری ہو گئی۔ چند نفوس قدسی جو نور ایمان سے مشرف ہوئے وہ اس روشنی کو لے کر یوں پھیل گئے جیسے بادِ سحر پھولوں سے خوشبو لے کر پھیل جاتی ہے اور آج تک کوئی انسان اس بات کا تجزیہ نہیں کر سکتا کہ روئے زمین پر چھائے ہوئے اتنے بڑے ظلم کے ان سنگلاخ ہاتھوں کو ان چند بادیہ نشینوں نے چند برسوں میں توڑ مروڑ کر اپاہج کیسے کر دیا اور دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک بتوں کی خدائی کو تباہ کر دیا۔ ظالموں کے ظلم مٹا دیئے اور بڑے بڑے متکبر فرعونوں کے سر کے تاج توڑ کر غریبوں میں بانٹ دیئے اور ایک سرے سے دوسرے سرے تک روئے زمین پر امن انصاف عدل اور بندوں کا رب العالمین سے ایسا تعلق قائم ہوا کہ آج بھی جو چاہے حضورؐ پر ایمان لائے اور اپنی مناجات براہ راست رب العالمین سے گزارش کرے۔ کوئی معمولی بات ہے!

حیرت اس بات پہ ہوتی ہے کہ ساری قوم میلاد مناتی ہے بعثت کوئی نہیں مناتا نہ کبھی بعثت کی تاریخ کا کوئی پتہ چلتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ پر پہلی وحی کس تاریخ کو آئی تھی۔ نہ کبھی اس پر کوئی جلسہ ہوتا ہے نہ اس پر کوئی رسالہ لکھتا ہے۔ آخر کیوں؟ شاید اس لئے کہ بعثت کا تذکرہ ہوگا تو ایمان لانا پڑے گا۔ بعثت کا تذکرہ ہوگا تو حضور اکرم ﷺ کی اطاعت کرنا پڑے گی۔ بعثت کا تذکرہ ہوگا تو آپ کی غلامی کرنی پڑے گی۔ بعثت کا تذکرہ ہوگا تو دل سے بت خانہ ہٹانا پڑے گا۔ خواہشوں کے بت، جھوٹی انا کے بت، تکبر و غرور کے بت، لالچ و ہوس کے بت، یہ سارے دل سے نکالنے ہوں گے اور ان سب کی جگہ ایک اللہ کی حکومت قائم کرنا ہوگی۔

> بے شمار برکات ہیں جو ساری مخلوق حاصل کر رہی ہے۔ لیکن بعثت اتنا بڑا انقلاب تھا آپ ﷺ کا بحیثیت خاتم النبیین مبعوث ہونا اور وحی الٰہی کا شروع ہونا اتنا بڑا انقلاب تھا کہ رب جلیل نے اسے بطور خاص ذکر فرمایا

لیکن ولادت باسعادت کا تذکرہ ہو تو وہاں کافر و مومن کی کوئی تمیز نہیں ہے۔ آپ کی ولادت کے ساتھ دعوت ایمانی نہیں ہے۔ آپ کی ولادت کے ساتھ دلوں کو صاف کرنے کی ضرورت نہیں وہ تو عموماً برکات ہیں جو مومنوں کو بھی نصیب ہو رہی ہیں، کافروں کو بھی نصیب ہو رہی ہیں۔ یہ تو کافر کو بھی نصیب ہیں پیٹ بھرتا ہے، رات دن آتے ہیں، مینہ برستے ہیں اولادیں ہوتی ہیں، گھر بنتے ہیں یہ ساری نعمتیں تو بٹ ہی رہی ہیں ان کے لئے تو ایمان کی بھی ضرورت نہیں۔

ایمان نصیب ہوتا ہے تو یہ بعثت [illegible] سے انسانی وجود ہے ذات باری کا طالب [illegible] ہے۔ یہ وہ عالم [illegible] ہے۔ میرے خیال میں ہم نے یہ فیصلہ درست نہیں کیا۔ [illegible] پاس جب [illegible] نہیں پسند ہوتا ہے [illegible] سب نا کہ اپنی پسند چھوڑ دو اپنی [illegible] ارادہ دے دو تو ہمارا ارادہ کیا ہے؟ ہم [illegible] ہمارے ارادے [illegible] ہے ہم تو [illegible] ہیں۔ نہیں دینے والا [illegible] ہے ہم [illegible] میں سونا ہے۔ بیچنے جاتے ہیں وہ کہتے ہیں پیتل ہے ہم کہتے ہیں پیتل ہوگا ہم میں تو اتنی تمیز نہیں۔ ہم روزمرہ جو کپڑا خریدتے ہیں۔ اس میں ہم سے دھوکا ہوتا ہے۔ ہم روزمرہ کی چیزیں خریدتے ہیں اس میں لوگ ہم سے دھوکہ کر لیتے ہیں۔ جو دیکھ کر خریدتے ہیں۔ ہمیں اس کی تمیز نہیں ہوتی ہماری پسند کی کیا حیثیت ہے" [illegible] پسند کرتے ہیں [illegible] کی [illegible] قیمت پسند [illegible] بارہ [illegible] حضور ﷺ سے نہیں ملتا گیا ہے؟ اللہ کی پسند [illegible] کتنی عجیب بات ہے کہ نبی کریم ہمارے ساتھ ایسا سودا نہیں [illegible] رہے جس میں ہمیں کوئی نقصان ہو۔ ہم سے

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہوتے ہیں وہ ہماری پسند ہے جو ناقص بھی ہے کمزور بھی ہے فضول بھی ہے اور ہر طرح کے عیوب ہیں اس میں اور ہم جب وہ دیدیتے ہیں اپنی پسند تو وہاں سے ہمیں ملتی ہے اللہ کی پسند کہ ہوتا ہے تو اللہ کی پسند کے مطابق جاننا ہے تو اللہ کی پسند کے مطابق کام کرنا ہوتا ہے تو اللہ کی پسند کے مطابق دوستی دشمنی ہے تو اللہ کی پسند کے مطابق کاروبار کرنا ہے تو اس کی پسند کے مطابق۔ کتنی بڑی بات ہے کہ ایک آدمی جسے [illegible] زندگی میں [illegible] اہمیت نہ دیتا ہو اسے اتنی اہمیت مل جائے کہ اس کا ہر کام اللہ کے حکم کے مطابق ہو یہ کتنی عجیب بات ہے!

لیکن ہماری بدنصیبی یہ ہے کہ ہم اس طرف پھر بھی نہیں جاتے۔ ہم بات تک کرنا پسند نہیں کرتے اس موضوع پہ بات تک نہیں کرتے ہم اس دن [illegible] ہم اس دن کوئی جلوس نہیں نکالتے کبھی تو نہیں ہوتا۔ آپ نے پورے ملک میں کبھی سنا کہ آج بعثت رسول اللہ ﷺ کا [illegible] ہو رہا ہے۔ کوئی نہیں کرتا اس لئے کہ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ ہم اپنی پسند نہ چھوڑیں اپنی [illegible]

[illegible] یہ بات اور دوسری بات میں [illegible] پوچھتا ہوں کہ یہ جب کہ ولادت باسعادت کے جلسوں [illegible] بھی کم از کم اگر ہم اپنی پسند نہیں بھی نہیں چھوڑتے تو جب تذکرہ حضور اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت کا ہے تو اس میں تو کوئی ایسا کام نہیں کیا جانا چاہیے جو کام حضور ﷺ کو پسند نہ ہو۔ کم از کم اتنی شرافت، کم از کم اتنی انسانیت، کم از کم اتنا اخلاق تو ہم میں باقی ہونا چاہیے کہ جب آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کے لئے جلسہ کر رہے ہیں یا جمع ہوئے ہیں یا ذکر کر رہے ہیں تو اس میں تو ہم ایسے رواج، ایسی رسومات اور ایسے کام نہ کریں جو آپ ﷺ کی تعلیمات کے مطابق نہ ہوں۔ یا آپ کے احکامات کے مطابق ہوں یا آپ ﷺ کی پسند کے خلاف نہ ہوں۔ اور اگر ایسے امور کو درمیان سے نکال دو تو ملک کے ننانوے فیصد جلسے ختم ہو جائیں گے۔ لوگ نام ولادت رسول اللہ ﷺ کا لیتے ہیں اور عیش خود کرتے ہیں۔ پسند اپنی پہ کام کرتے ہیں رسومات اپنی نبھاتے ہیں، کوئی چندہ کر کے کھانے کے لئے کرتا ہے، کوئی محض گانے سننے کے شوق میں کوئی ناچنے کا شوق پورا کرتا ہے، کوئی ڈھول بجانے کا، اور یہ یاد رکھو بہت بابرکت ہے رسول اللہ ﷺ کا ذکر خواہ آپ کی ولادت کا ہو، خواہ آپ کی بعثت کا ہو، خواہ کسی آپ کے نام نامی کا ہو کہ آپ پر صلوٰۃ والسلام اور درود پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ رب جلیل نے بغیر کسی مدت کی قید کے مسلسل پڑھتے رہا کرو۔ اور یہ جب درود درود کہتے کیوں ہیں؟ وہاں تو صلوٰۃ والسلام ہے اس کا نام درود کیوں رکھتے ہیں؟۔ یہ عربی کا لفظ ہے "درید ز" سے اس کا مطلب ہوتا ہے ایسا کام جو مسلسل کیا جاتا رہے اور جس میں کوئی انقطاع نہ آئے۔ اسے درود کہتے ہیں۔ صلوٰۃ والسلام کو درود کہا ہی اس لئے جاتا ہے کہ اس میں کبھی تردد نہیں آنی چاہیے کہ آدمی مسلسل پڑھتا ہی رہے۔ لیکن ایک بات یاد رکھیے! جب آپ ﷺ کا ذکر خیر کر رہے ہیں تو کم از کم آپ ﷺ کی پسند کے مطابق کریں اپنی پسند وہاں نافذ نہ کریں۔ حق تو یہ ہے کہ مومن نام ہے اپنے آپ کو بیچ دینے کا۔

ان اللہ اشتری من المومنین انفسهم و اموالهم بان لهم الجنة اللہ نے جنت دیکر مومنوں سے ان کی جان بھی خرید لی ہے اور مال بھی خرید لیا ہے مومن کا نہ مال اپنا ہے نہ جان اپنی جب اس نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہا تو یہ بک گیا اب اس کا اپنا کچھ نہیں ہے۔ اس کے پاس جان ہے وہ بھی اللہ کی امانت ہے، مال ہے وہ بھی اللہ کی امانت ہے، جس طرح رب چاہے اور جہاں وہ حکم دے اسی طرح سے خرچ کرے لیکن اس میں ہم زندگی ہار جاتے ہیں تو کم از کم جب ذکر رسول اللہ ﷺ ہو رہا ہو آپ کی میلاد کا آپ کی ولادت کا جلسہ ہے تو اس میں تو خرافات نہیں ہونی چاہئیں وہی کام ہونے چاہئیں جو نبی رحمت ﷺ کو پسند ہوں جو اللہ کے حکم کے مطابق ہو۔

اللہ کریم ہم سب کو بھی [illegible] المسلمین سب کو بھی دین کی سمجھ اور محمد رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

سوال و جواب

31-7-2004 کو دارالعرفان منارہ میں حاضرین کی طرف سے پوچھے گئے سوالات کے شیخ المکرم نے جو جواب ارشاد فرمائے۔ پیش خدمت ہیں۔

☆ امیر محمد اکرم اعوان

دارالعرفان منارہ ضلع چکوال 31-7-04

سوال (1): جسمانی طور پر مسجد نبوی یا روضہ اطہر ﷺ کے کیا آداب ہیں؟

جواب (1): جسمانی آداب ہیں جو حیات دنیوی میں تھے۔ آواز بلند نہ کرے اور ادب کو ملحوظ خاطر رکھے کسی کو ادھر اُدھر دھکا نہ دے کوئی ایسی بات کوئی ایسا کام نہ کرے جو خلاف ادب ہو اور ظاہری حاضری میں جو سب سے بڑی گستاخی ہوتی ہے وہ ایک بڑی عجیب بات ہے کہ جو بھی پہنچ جاتا ہے مسجد نبوی میں یا روضہ اطہر ﷺ کے قریب تو وہاں کھڑا ہو جاتا ہے کسی دوسرے کو دوبارہ جگہ نہیں دیتا۔ یہ نیکی ہے نہ اظہار محبت یہ گستاخی شمار ہوتی ہے چونکہ جتنے لوگ حاضری کے لئے جاتے ہیں سب کو حق حاصل ہے جسے موقع ملے وہ ضرور جائے دو منٹ تین منٹ پانچ منٹ زیادہ سے زیادہ درود شریف پڑھے نوافل پڑھے اور کوشش کرے کہ باادب طریقے سے وہاں سے ہٹ جائے اور دوسرے مسلمانوں کو جگہ دے۔ عطا اللہ کی طرف سے ہوتی ہے اور کرم نبی کریم ﷺ کا ہوتا ہے تو یہ ضروری نہیں کہ گستاخی کرنے سے یا قریب بیٹھنے سے زیادہ چیز مل جاتی ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی عادت مبارک یہ تھی کہ ایک صحابی تشریف لائے اور جب وہ مسجد میں داخل ہوئے تو نبی کریم ﷺ خطبہ ارشاد فرمانے کے لئے کھڑے ہو گئے تو انہوں نے یہ تکلف نہیں کیا کہ آگے اندر مسجد میں داخل ہو جائیں دروازے سے داخل ہوئے جہاں لوگوں کے جوتے اُترے ہوئے پڑے تھے وہاں پہنچے تو خطبہ شروع ہو گیا وہیں بیٹھ گئے۔ یہ جو جسمانی قرب ہے اس کی ضرورت نہیں ہے بلکہ قلبی قرب اور دلی احترام کی ضرورت ہے۔

سیدنا عائشہ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے زمانہ مبارک میں حجرات مبارکہ کے باہر گلی اور گلی کی دوسری طرف مکان تھے حجرات مبارکہ کی صورت اس طرح بنی تھی کہ حجرہ مبارک جو موجود ہیں ایک حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تھا جہاں روضہ اطہر ہے یہ حضرت عائشہ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تھا جہاں روضہ اطہر ہے یہ حضرت عائشہ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حجرہ تھا۔ اس کے ساتھ آگے ایک حجرہ مبارک تھا پھر اس طرف لائن تھی حجرات مبارک کی جو سارے شہید کر کے مسجد میں ملا دیئے گئے۔ جب مسجد کی توسیع ہوئی یہ ایک ریل کی شکل کے حجرات مبارکہ تھے آگے گلی تھی گلی کے آگے آبادی تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زندگی میں گلی کے پار اپنے گھر میں کوئی کیل ٹھونک رہی تھی خاتون تو ٹھک ٹھک کی آواز وہ ٹھوکنے کی آ رہی تھی تو انہوں نے پیغام بھیجا کہ خدا را رسول اللہ ﷺ کہ آپ ﷺ کو بے آرام کر رہے ہو یہ جو ٹھک ٹھک کر رہی ہو احتیاط کرو۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد نبوی ﷺ میں تھے اور فرش مبارک کنکریوں کا تھا۔ بارش ہوئی رات کو

چھت ٹپکی اور صبح نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھائی تو آپ ﷺ کی پیشانی مبارک پر کیچڑ لگ گیا۔ تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے مشورہ کر کے باہر سے صاف کنکریاں لا کے فرش بنا دیا۔ عہد فاروقی میں وہی فرش تھا۔ تو کوئی صحرائی یا باہر کا کوئی شخص بدوی آیا اور وہ اونچی آواز میں بات کر رہا تھا تو انہوں نے ایک کنکری اٹھا کر اُسے پھینک کر ماری۔ اگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ بھی آواز دیتے تو اونچی آواز میں بلانا پڑتا کہ اے فلاں تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے آواز دینے کی بجائے کنکری مار کر اپنی طرف متوجہ کیا اور اشارے سے بلایا اور سرگوشی میں کہا کہ تم باہر سے آئے ہو ورنہ میں تمہیں دُرے مرواتا۔ یہاں آواز بلند کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ یہ ادب جس طرح دنیوی زندگی میں تھا چونکہ نبی کریم ﷺ کی حیات جو ہے وہ ویسی ہے جیسے دنیا میں تھی احکام بدل گئے ہیں اب آپ ﷺ دنیا میں نہیں ہیں برزخ میں جلوہ افروز ہیں تو احکام وہاں کے ہیں لیکن زندگی مبارک بالکل بدن اطہر ﷺ ویسا ہی زندہ ہے روح مبارک وجودِ اطہر ﷺ میں موجود ہے اور وہی زندگی ہے۔ اس کو اس طرح سے بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ مخلوق میں علما کرام جب لکھتے ہیں زمین کا مقابلہ کرتے ہیں کہ کونسا خطہ زمین بہت محترم و مکرم ہے تو وہ پھر فرماتے ہیں کہ روئے زمین پر وہ خطہ یا وہ نقطہ جہاں بیت اللہ شریف ہے وہ روئے زمین کی بنیاد بھی ہے اسی ایک نقطے سے ساری زمین کو رب العلمین نے پھیلایا مرکز بھی ہے اور مہبط تجلیات الٰہی بھی ہے کوئی لمحہ ایسا نہیں کہ اللہ کی ذاتی تجلیات وہاں نہ برس رہی ہوں اس لئے روئے زمین سے افضل ترین وہ جگہ ہے جو بیت اللہ شریف ہے جس پہ ہے لیکن اس سے بھی افضل زمین کا وہ حصہ ہے جہاں نبی کریم ﷺ آرام فرما ہیں۔ اس لئے کہ جو خطہ زمین وجودِ اطہر رسول ﷺ سے مس ہو رہا ہے اُس کی مثال نہ زمین پر ہے اور نہ ہی جنت کا کوئی حصہ اُس کی مثال بن سکتا ہے۔ مکان کی عزت مکین سے ہوتی ہے۔ کوئی بہت ہی معزز شخص جھونپڑے میں رہتا ہو تو وہ جھونپڑا بھی معزز ہوتا ہے اور کوئی بدکار آدمی محل میں رہتا ہو تو وہ محل بھی بدکاری کا اڈا ہوتا ہے۔ مکان بجائے خود کچھ نہیں ہوتا مکین سے اُس کی عزت ہوتی ہے رہنے والے سے ہوتی ہے۔ تو روح اطہر ﷺ کو مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی خوبصورت تشبیہ دی ہے کہ جس طرح عام آدمی موت کے عمل سے گزرتا ہے اور اُس کی روح بدن سے الگ ہو جاتی ہے۔ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ایسا نہیں ہوتا بلکہ جس طرح کوئی بلب یا روشنی جل رہی ہے تو آپ اُس پر فانوس لگا دیں اس طرح سے ارواح انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کا تعلق معاملات دنیا سے منقطع کر دیا جاتا ہے دنیا کی گرمی سردی بھوک پیاس ضرورت احتیاج جو دنیا کے لئے ہے اُس کے درمیان ایک پردہ آ جاتا ہے اور روح کے معاملات برزخ [illegible] اطہر ﷺ سے روح [illegible]

حضرت یونس علیہ السلام کو اللہ کے حکم سے مچھلی نے نگل لیا۔ پھر اللہ کریم نے مچھلی [illegible] نے باہر ڈال دیا وہ لمبا قصہ ہے قرآن کریم وہاں فرماتا ہے کہ اگر وہ توبہ نہ کرتے۔ لَلَبِثَ فِی بَطْنِہٖ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ تو روز حشر تک اُس مچھلی کے پیٹ میں رہتے تو اس کا مطلب ہے کہ اگر ظاہری طور پر اُن کی ظاہری موت [illegible] واقعہ ہو جاتی تو وجودِ اطہر میں روح مبارک موجود رہتی اور اُس کی حفاظت کے لئے اللہ کریم اُس مچھلی کو بھی یوم حشر تک باقی رکھتے۔ لَلَبِثَ فِی بَطْنِہٖ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ○ جب [illegible] کھڑے ہوں گے اُس دن تک وہیں رہتے اس کا مطلب ہے کہ اگر نبی کا وجود اُس مچھلی کے پیٹ میں رہتا تو نہ صرف وجود زندہ رہتا بلکہ [illegible] پیٹ بھی سلامت رہتا تو نہ صرف وجود زندہ [illegible] بلکہ وہ پیٹ بھی سلامت رہتا [illegible] قبروں سے اٹھائے جائیں گے۔ تو انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی زندگی [illegible] ہوتی ہے جیسے حیات طیبہ تھی [illegible] احکام [illegible] برزخ کے طاری ہوتے ہیں۔ [illegible] بدل جاتا ہے۔

تو نبی کریم ﷺ تو امام الانبیا [illegible] ﷺ پہ حاضری جسے ظاہری طور [illegible] ہوتی ہے ان سب آداب کا پابند ہوا [illegible] ﷺ یا روضہ اطہر ﷺ میں جسے روحانی حاضری

www.naqshbandiaowaisiah.com

نصیب ہوتی ہے۔ روحانی طور پر بھی وہ ابھی آداب کا پابند ہے۔ روح مودب رہے نگاہ نیچی رہے درود شریف جاری رہے اپنا رابطہ ذاتِ عالی سے رکھے دائیں بائیں ادھر ادھر کی کوئی خبریں نہ لے اور اُس حضوری میں اپنے محو رہے۔ باطنی طور پر روحانی طور پر بھی وہ سارے آداب ہیں۔

سوال: لطائف یا قلب کرتے وقت جلن پیدا ہوتی ہے اس کی حقیقت کیا ہے؟

جواب: لطائف میں یا قلب میں ذکر کے باعث گرمی کا ہونا یا جلن کا ہونا یہ ایک روٹین کا کام ہے۔ یہ کوئی عجیب بات نہیں ہے اور یہ اللہ کا احسان ہے۔ تجلیات باری کی اور انوارات کی گرمی ہوتی ہے اور استعداد کی بات ہوتی ہے یہ جس بھائی کا خط ہے اس نے شاید کچھ زیادہ ہی مانگ لیا ہوگا اور اگر وہ سارا مل جاتا تو شاید برداشت نہ کر پاتا اس لئے مشائخ میں سے کسی نے روک دیا ہوگا چونکہ اشخاص کی بھی اور ارواح کی بھی سلامتی کیلئے کوشش کی جاتی ہے کسی کو [illegible] بنانے یا پاگل کرنے کیلئے نہیں [illegible] تو ممکن ہے [illegible] زیادہ [illegible] جاتا آدمی پاگل ہو جاتا مجذوب ہو جاتا مشائخ نے بچا لیا ہوگا تو اچھی بات ہے۔ لیکن یہ جو مانگنا ہے یہ بھی خلاف ادب ہے اور شاید اسی لئے ایسا ہوا بھی ہوگا بات مانگنے کی نہیں ہے بات ہے اپنی استعداد بڑھانے کی اپنا برتن مانجھنے کی ضرورت ہے جتنا قلب صاف ہوگا [illegible] اس سے زیادہ از خود ملتا رہتا ہے۔ مانگنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ہم کسی سے دست سوال دراز کریں کہ بغیر مانگے تو اس نے دینا نہیں یا اسے پتہ نہیں کہ میں ضرورت مند ہوں مانگا اس لئے جاتا ہے کہ آدمی تو چلو سخی ہے اچھا ہے نیک ہے لیکن اسے نہیں پتہ میں ضرورت مند ہوں یا دوسری صورت یہ ہوتی ہے کہ مانگے بغیر شاید دے گا نہیں یہ دونوں صورتیں یہاں [illegible] چلتیں۔ اس لئے کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد عالی ہے۔

انما انا قاسم واللّٰہ یوتی [illegible] ہے اور اللہ کا کام عطا کرنا ہے اللہ عطا کرتا ہے میں تقسیم فرماتا ہوں۔ یہ جو سلاسل روحانی ہوتے ہیں ان میں بھی عطا بارگاہ نبوت ﷺ سے ہوتی ہے شیخ واسطہ اور وسیلہ بن جاتا ہے تو یہاں بات مانگنے کی ضرورت پیش نہیں آتی بلکہ مانگنا بھی بے ادبی تصور ہوتا ہے [illegible] لطائف پر زیادہ سے زیادہ محنت کریں [illegible] زیادہ وقت [illegible] رہتا ہے۔ نظام ایسا ہے [illegible] کا وہ دنیوی باتوں پہ جاتے ہیں [illegible] ہیں کہ میں زیادہ قریب بیٹھوں گا اس [illegible] بیٹھوں گا اس میں۔ جب ذکر [illegible] روئے زمین پہ ذکر کرتے ہیں جاپان سے [illegible] امریکہ کے مغربی ساحلوں تک [illegible] استعداد

[illegible] فاصلے ہیں۔ حضرت رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے۔

آسمان اول جو ہے زمین سے [illegible] اور نوری [illegible]

[illegible] استعداد پیدا ہوتی [illegible]

[illegible]

وہی چیز جو دل میں ہے اور مومن ہو اگر بات کرے تو نور ہوتا ہے اگر غلط بات کرے خلاف شریعت بات کرے تو اس میں ظلمت ہوتی ہے۔

[illegible] "پلوشن" پھیل رہی ہے اور فضا جو ہے وہ خراب ہو رہی ہے اور صحتیں خراب ہو رہی ہیں تو یہ جو انسانی کردار ہے اور انسانی زبان سے جو [illegible] ہیں یہ صرف ظاہری صحت کو نہیں یہ [illegible] ہیں جس طرح قرآن کریم نے نشاندہی بھی فرمائی۔

ظہر الفساد فی البر و البحر بما کسبت ایدی الناس

خشکی پر سمندروں پر فساد بپا ہو گیا جنگیں لگ گئیں قتل و غارت گری ہو رہی ہے تباہی ہو رہی ہے اس کا اصل سبب کیا ہے۔ بما کسبت ایدی الناس ۔ لوگوں کے کرتوت جو کچھ لوگ کہتے ہیں جو کچھ لوگ کرتے ہیں اس سے جو تاریکیاں نکلتی ہیں دھواں نکلتا ہے یا بعض اوقات وہ دھواں سے بڑھتے بڑھتے آگ بن جاتی ہے۔ کسی نہ کسی گوشے کو کونے کھدرے کو جلا [illegible] جب یہ چیزیں پھیلتی ہیں تو اس کو [illegible] مسلمانوں پر کیوں ہوتا ہے؟

[illegible] سب پر ہوتا ہے تباہی پر نذر سب ہوتے ہیں آپ غریب مسلمانوں کو دیکھیں تو ان کے پاس کچھ بھی نہیں ہے اس عہد میں نہ ان غریبوں کے پاس عزت بچی ہے نہ آبرو نہ رشتہ بچا ہے نہ ناتہ۔ ایک جملہ اکثر کافروں کا ہے اور وہ اب ہر مسلمان بھی استعمال کرتا ہے۔ "اپنا خیال رکھیے "Take Care" اس لئے کہ کافر معاشرے میں اب کوئی دوسرا کسی دوسرے کا خیال نہیں رکھتا۔ کوئی دوسرا کسی دوسرے کے لئے دعا بھی نہیں کرتا۔ نہ باپ بیٹے کے لئے نہ ماں بیٹی کے لئے نہ بہن بھائی کے لئے نہ کسی کو کسی سے کچھ ہے تو وہ جب کسی کو خط لکھتے ہیں یا بات کرتے ہیں تو ایک جملہ کہہ دیتے ہیں "Take Care" تو ہمارے ہاں بھی اب یہ رواج ہو گیا ہے چونکہ ہم ان کے پیچھے چلنا فخر سمجھتے ہیں۔ مجھے بھی کئی خط آتے ہیں یا E-mail آتی ہے Take Care یا خط اُردو میں ہوگا تو "اپنا خیال رکھیے گا" بھئی! اپنا خیال خود ہی رکھنا ہے تو تمہیں مشورہ دینے کی ضرورت کیا ہے! اگر اپنا خیال صرف خود ہی رکھنا ہے تو آپ مجھے کیوں یاد دہانی کرا رہے ہیں اپنا آپ تو یاد رہ ہی جائے گا!

جبکہ اسلام میں یہ ہے کہ جب ہم بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں السلام علیکم اللہ کی سلامتی ہو تم پر ہم یہ نہیں کرتے کہ تم اپنا خیال خود رکھو۔ وعلیکم السلام اور تم پر بھی اللہ کی سلامتی ہو۔ یعنی ایک رشتہ بن جاتا ہے ایک تعلق ہوتا ہے مومن کا مومن کے ساتھ۔ ہم چونکہ ان کافروں کی پیروی میں سلام دعا تک بھی آگے نکل گئے ہیں۔ تو ظلمت کا نتیجہ تو کافر بھی بھگت رہے ہیں۔ اب آپ دیکھتے ہیں کہ عراقی مارے گئے لیکن کیا امریکن وہاں نہیں مر رہے برطانوی نہیں مر رہے دوسرے نہیں مر رہے۔ افغانستان میں مسلمان تباہ ہو گئے لیکن وہ بھی تو ساتھ ابھی تک مرتے اور تباہ ہوتے جا رہے ہیں۔ ان کا معاشی نظام تباہ ہو کے رہ گیا ہے معیشت ان کی تباہ ہو گئی ہے نوکریاں ختم ہو رہی ہیں بے روزگاری بڑھ رہی ہے ہسپتالوں میں مریضوں کو کوئی پوچھنے والا نہیں۔ مصیبت کا شکار وہ بھی

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہیں۔ لیکن ان کے پاس چونکہ صرف ظاہری حالات ہیں' ظاہری مصیبتیں آتی ہیں۔ مسلمانوں کے پاس نور ایمان بھی ہے اس کے ایمان پہ جب زد پڑتی ہے تو یہ زیادہ تباہی کا شکار ہوتا ہے اور جب ایمان پہ زد پڑتی ہے تو پھر پھر شدت اللہ کی گرفت میں بھی آجاتی ہے۔ ان بطش ربک لشدید. تیرے اللہ کی گرفت بڑی شدید ہے۔ تو اس وجہ سے مسلمان نمایاں ہو جاتا ہے ورنہ آسودہ حال کافر بھی نہیں ہے تباہی کا شکار وہ بھی ہیں! ہم سمجھتے ہیں صرف عالم اسلام تباہی کا شکار ہے ایسی بات نہیں ہے تباہی نے تو کافر کو مسلمانوں سے زیادہ گھیر رکھا ہے نہ اُن کے پاس سکون نام کی کوئی چیز ہے نہ عزت نام کی نہ آبرو نام کی اور نہ ہی صحت نام کی کوئی چیز ہے! میں نے سارے مغرب کو پھر کے دیکھا ہے جسے کوئی ظاہری بیماری نہیں وہ بھی کسی نہ کسی بیماری کا شکار ہے۔ سینکڑوں لوگ ایسے ہیں جو رات رات بھر سوتے نہیں بیٹھے رہتے ہیں' کیوں نہیں سوتے؟! ڈر لگتا ہے' کسی چیز سے ڈرتے ہو؟ کوئی پتہ نہیں۔ اُس بیماری کا نام ہی انہوں نے رکھا ہوا The Fear of Unknowon ایک انجانا خوف۔ کسی انجانی چیز کا خوف۔ تو طرح طرح کی مصیبتوں میں وہ لوگ بھی گرفتار ہیں۔ یہ سارا کردار کا فرق ہے۔

۔ ایک بہت بڑا نظام بن گیا ''تبلیغی جماعت کا'' الحمد اللہ روئے زمین پر لوگ اپنے خرچ پر دنیا میں اللہ کے دین کی تبلیغ کرتے ہیں۔ ہمارے ہاں مساجد کی تعداد ہزاروں سے متجاوز کر جاتی ہے بعض دفعہ اگر ہم شمار کرنا چاہیں تو شاید پچاس ساٹھ لاکھ سے زائد مساجد ہوں پاکستان میں چونکہ چھوٹے چھوٹے گھروں کے ساتھ بھی ایک مسجد بنی ہوئی ہے اگر سب کو گنیں تو شاید کروڑوں تک چلی جائیں کروڑوں مساجد بھی ہیں بے شمار مدارس بھی ہیں' شہروں میں میں نے دیکھا ہے آذان ہوتی ہے تو ذرا دیر ہو جائے تو جوتوں میں بھی جگہ نہیں ملتی مساجد بھر جاتی ہیں نمازی بھی اتنے ہیں' حج کے لئے بھی ہر سال لاکھ سے زیادہ لوگ جاتے ہیں اور آدھوں کی درخواستیں رہ جاتی ہیں' روزے بھی بڑے اہتمام سے۔ کہتے ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ زوال پذیر ہیں؟ اخباروں میں بھی شائع ہوتا ہے وعظ بھی ہوتے ہیں جمعہ بھی پڑھتے ہیں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالٰی اجمعین نے نہ کوئی لمبی تقریر کی نہ کوئی رسالہ چھپا نہ کوئی ذرائع تھے پہنچانے کے۔ ایک صحرا سے اٹھے اور ربع صدی میں روئے زمین پر لوگ اسلام قبول کرتے چلے گئے ۔ ان کا جو وعظ تھا وہ ان کا کردار تھا' عمل تھا' سلوک تھا جو دیکھتا تھا وہ کہتا تھا کہ ایسا ہونا چاہئے۔ وہ اسلام قبول کر لیتا۔ ہمارا کردار ایسا ہے کہ اگر کوئی مطالعہ کر کے اسلام کا مسلمان ہونا چاہے تو ہمیں دیکھ کے وہ کہتا ہے نہیں یار بات کتاب کی تو ٹھیک ہے لیکن یہ لوگ ٹھیک نہیں۔ برطانوی مفکر جو چند سال پہلے ہی مرا ہے ''جارج برنارڈ شا'' ایک بہت معروف مفکر ہوا ہے برطانیہ کا دنیا میں مانا ہوا۔ اُس کا قول بھی ہے کہ ''میں نے قرآن کو پڑھا اسلام کو پڑھا اور میں نے سمجھا کہ انسان کے لئے اس سے بہتر راستہ کوئی نہیں سوچا جا سکتا اور میں چاہتا تھا میں مسلمان ہو جاؤں پر جب میں نے مسلمانوں کو دیکھا تو میں ڈر گیا کہ میں ان جیسا نہ ہو جاؤں''۔ اتنا بڑا آدمی ہمیں دیکھ کر مسلمان نہیں ہوا!

تو جب مسلمان کا کردار ایسا ہوگا کہ عام آدمی اُسے دیکھ کر اُس جیسا بننا نہیں چاہے گا تو یہ کردار تو مصیبت اور تباہی کو ہی دعوت دے گا!

لہٰذا تصوف اور روحانیت میں بنیادی بات یہ ہے کہ ساری محنت کا حاصل یہ ہے کہ ''حضوری کو سمجھے'' بات کرتے وقت کام کرتے وقت کاروبار کرتے وقت امور دنیا میں اُسے احساس ہو کہ میرا اللہ میرے ساتھ ہے میرا کردار میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہونا ہے میں ذرا دیکھ کر چلوں سوچ سمجھ کر چلوں۔ اللہ کرے اگر ایسے چند لوگ بھی معاشرے میں پیدا ہو جائیں تو معاشرے میں تبدیلی آنا شروع ہو جائے گی اگر ساری محنت کرنے کے بعد بھی پھر کردار ویسا ہی ہو تو آدمی لوگوں کی اصلاح کی بجائے اُن کے رو کنے کا سبب بن جاتا ہے۔

وآخر دعونا ان الحمد اللہ رب العلمین

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

حُسنِ ظن

کوئی بھی آدمی دوسرے کو پرفیکٹ نہیں دیکھتا۔ اس لئے کہ بہت سی باتیں ایسی ہوتی ہیں جن کا شاید دوسرے کے پاس جواب موجود ہے لیکن ہم اسے ناجائز ہی سمجھ رہے ہوں۔ اولیاء اللہ میں ایک پورا سلسلہ اور ایک پورا طبقہ گزرا ہے جنہیں ملامتی کہتے تھے آج کل جو ملامتی کہلاتے ہیں یہ تو واقعی جرم کرتے ہیں اور انہوں نے انہیں بھی بدنام کر دیا۔ وہ لوگ ایسا کرتے تھے کہ جو کام ان کے لئے شرعاً جائز ہوتا تھا وہ دوسروں کو وجہ بتائے بغیر اس کا اظہار کر دیتے تھے یہ بات ہر جگہ پائی جا سکتی ہے کہ ہم جس آدمی پہ بدگمانی کر رہے ہیں، جو کچھ وہ کر رہا ہے ممکن ہے اس کی کوئی دلیل اس کے پاس ہو تو ہم بلاوجہ **بدگمان ہوتے** رہتے ہیں۔ اسی لئے کسی بھی آدمی کو اگر یہ خیال ہو کہ لوگ مجھے **سمجھیں** گے کہ یہ **بالکل ہر طرف** سے صحیح آدمی ہے تو پھر اسے قبر میں جانے کا انتظار کرنا ہو گا۔ مرنے کے بعد **عموماً لوگ یہ** مانتے ہیں، زندگی میں تو مشکل ہے بلکہ معاملہ **رب العالمین** کے ساتھ صحیح رکھنا چاہیے اور اپنے **مقصد پہ نگاہ رکھنی** چاہیے۔

اقتباس از "کنز الطالبین"

تعاون

اسلم ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ

مینوفیکچررز
آف PC یارن

پُل کوریاں سمندری روڈ فیصل آباد

667571
667572

www.naqshbandiaowaisiah.com

نکلنا خلد سے آدم کا

کتنا بڑا سچ ہے کہ "خود شناسی خدا شناسی ہے"۔ ہم جس دن اپنے بارے میں پڑے دھوکے سے نکل آئے اور حقیقت کی روشنی میں خود کو جانچا وہ دن انکشاف کا دن ہوگا اور وہ لمحہ ادراک کا لمحہ ہوگا۔ آنکھوں پہ، ضمیر پہ، دل و دماغ پہ چھائی تاریکی چھٹ جائے گی اور اپنی ذات، مقام اور ذمہ داریوں کا احساس جاگ جائے گا۔ اللہ کرے وہ پلٹ آنے کا لمحہ اس قوم پہ بہت جلد آئے کہ ہم بہت دور جا چکے ہیں اس سے پہلے کہ وہ ہمیں کسی اور قوم سے بدل دے۔ اے کاش وہ ہمیں کو بیدار کر دے

☆ اُمِ فاران ☆
راولپنڈی

اللہ رب العزت نے ہر دور میں اپنی ایک نمائندہ جماعت ضرور اہل دنیا میں سے مخصوص رکھی ہے جو احکاماتِ الٰہی پر عمل کرنے اور دوسروں کو ان کی تعلیم دینے کا ذریعہ بنے رہے۔ حق کسی نہ کسی صورت اپنی تمام تر حقانیت 'پاکیزگی اور انسانیت کے لئے گوناں گوں فوائد کے ساتھ نہ صرف موجود رہا بلکہ تاریخ کا رُخ موڑتا رہا اور ظالم قوتوں کے شکنجے سے عام آدمی کو رہائی دلاتا رہا۔

جب نبی رحمتؐ نے ہرقل شاہِ روم کو ہدایت کی غرض سے اپنا نامہ بر بھیجا تو اُس نے ابوسفیان کو جو ابھی اسلام نہیں لائے تھے اور تجارت کی غرض سے وہاں موجود تھے سے آپ کے متعلق گفتگو کی۔ گویا غیر جانبداری کا بھی اہتمام ہو گیا کہ وہ ظاہر ہے آپ کا حامی نہیں ہے اس لئے فقط مدحت ہی بیان نہیں کرے گا۔ اس نے ایسے سوال کئے کہ آپؐ کی شخصیت اور دعوت کی پوری تصویر سامنے آ گئی اور پھر وہ جو تجزیہ کرتا ہے وہ بہت قیمتی ہے جو کم و بیش ان الفاظ میں تھا۔

"آپؐ عالی نسب ہیں تو پیغمبر اپنی قوم کے اونچے نسب میں بھیجے جاتے ہیں آپؐ کے علاوہ کسی نے آپؐ کی قوم میں نبوت کا دعویٰ نہیں کیا ورنہ میں کہتا آپ نقالی کر رہے ہیں۔ آپ کے باپ دادا میں کوئی بادشاہ نہیں گزرا ورنہ گمان ہوتا آپؐ بادشاہت کے طالب ہیں۔ آپ جھوٹ نہیں بولتے۔ اگر لوگوں پر جھوٹ نہیں بولتے تو اللہ پر کیسے بول سکتے ہیں۔ نیز کمزوروں نے آپؐ کی پیروی کی حقیقت یہی ہے کہ یہی لوگ پیغمبروں کا ساتھ دیتے ہیں اور آپؐ واحدانیت' نماز' سچائی' پاکدامنی کا حکم دیتے ہیں۔ تو اگر جو کچھ تم نے بتایا ہے یہ شخص ایسا ہی ہے تو بہت جلد میرے ان دو قدموں کی جگہ کا مالک ہوگا۔ اگر مجھے اس بات کا یقین ہوتا کہ اس تک پہنچ جاؤں گا تو ملاقات (سفر) کی زحمت اٹھاتا اور اگر اس کے پاس ہوتا تو اس کے دونوں پاؤں دھوتا۔" (تفصیل کیلئے دیکھیے "الرحیق المختوم" از صفی الرحمٰن مبارکپوری) اپنے اس تجزیے سے اس نے جو نتیجہ نکالا وہ بعینہٖ پورا ہوا۔

ایک ہمارے دانشور ہیں کہ جنہیں صاحبِ دانش کہنا ایسا ہی ہے جیسے ابو جہل کو ابو العلم کہا جاتا تھا۔ حضرت شیخ المکرم فرماتے ہیں کہ "جس شخص کا علم' تجربہ' اس کی عمر' اس کی سیاحت و تعلیم اسے حضور اکرمؐ کی عظمت سے آشنا نہیں کرتی اور وہ آپؐ کی اطاعت میں امان نہیں پاتا تو اس نے خود کو ضائع کر دیا اور فقط خسارہ پایا۔"

یہ تو ایک ضمنی بات تھی۔ ہرقل کا واقعہ بیان کرنے سے مقصد یہ تھا کہ ہر دور میں پیغمبر آئے اور ان کی تعلیمات کا بنیادی جزو یہی احکامات ہوا کرتے تھے اور غریب' کمزور اور مظلوم ہی سب سے پہلے ان کے دامانِ شفقت و رحمت میں پناہ لیا کرتے۔ اسی لئے یہ مثل مشہور ہے کہ "ہر فرعون را موسیٰ"

اللہ ظالم کی رسی دراز کرتا ہے کہ بھٹک

لے جتنا بھٹک سکتا ہے۔ نہ اللہ کی بادشاہت کو اس کی نافرمانی سے خطرہ ہے نہ حق مٹ سکتا ہے اور وہ اس زعم میں گرفتار ہو جاتا ہے کہ اب مجھ پہ کوئی ہاتھ نہیں ڈال سکتا۔ اور تب اللہ کی ذات اس کی رسی کو کھینچ لیتی ہے اور وہ منہ کے بل آ رہتا ہے۔

من لایحبُ داعی اللہ لیس بمعجز فی الارض o اور جو اللہ کی دعوت قبول نہ کرے وہ زمین میں اللہ کو بے بس نہیں کر سکتا۔ یہی قانون فردِ واحد کے لئے بھی ہے اور ظالم طاقتوں کے لئے بھی۔ جب اللہ کی امانت بنی اسرائیل کو حاصل تھی تو اس قوم میں اللہ نے پے درپے نبی بھیجے ہمیشہ تھوڑے لوگ ہدایت یافتہ رہے اور اکثر نے اللہ کے پیغمبروں کو جھٹلایا۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ کمزور اور نادار لوگ انبیاء کے جھنڈے تلے جمع ہوئے اور اہل ثروت و اقتدار نے ہمیشہ تمسخر اُڑایا۔

الذین امنوا یضحکونَ o واذا مروابھم یتغامزون o واذا انقلبوا الیٰ اھلھمُ انقلبوا فکھین o (۸۳. ۲۹. ۳۲)

وہ ایمان والوں کا مذاق اڑاتے ہیں اور جب ان کے پاس سے گزرتے ہیں تو آنکھیں مارتے ہیں اور جب اپنے گھروں کو پلٹتے ہیں تو لطف اندوز ہوتے ہوئے پلٹتے ہیں۔

نہ پکڑ کرے تو وہ بے نیاز ہے ورنہ اللہ کی ذات لوگوں کے چہروں کے تاثرات اور دلوں کے جذبات تک پہ نظر رکھتی اور گرفت کرتی ہے۔ خود فرماتا ہے۔

وکفی بربک بذنوبِ عبادہ خبیراً بصیراً o اور تمہارا پروردگار اپنے بندوں کے جرائم کی خبر رکھنے کیلئے اور دیکھنے کے لئے کافی ہے۔ جب یہود اس زعم میں گرفتار ہو گئے کہ وہ تو اللہ کے چہیتے ہیں اور دنیا میں دین الٰہی کے وارث ہیں پس اب ان سے باز پُرس نہ ہوگی وہ جو چاہیں کریں اور انہوں نے تورات میں تحریف شروع کر دی، اپنی مرضیات نفس کو دین کا نام دے کر لوگوں پر نافذ کرنے لگے تو اللہ کی غیرت جوش میں آئی اور اُس نے نصاریٰ کی جماعت کو اٹھا کھڑا کیا۔ حضرت عیسیٰ مبعوث ہوئے اور حواریوں کی ایک جماعت کو منتخب فرمایا۔

نہ پکڑ کرے تو وہ بے نیاز ہے
ورنہ اللہ کی ذات لوگوں کے چہروں
کے تاثرات اور دلوں کے جذبات تک
پہ نظر رکھتی اور گرفت
کرتی ہے۔

وقت کے ساتھ دین عیسوی میں بھی تحریف شروع ہو گئی، عقیدہ تثلیث جیسی بدعات گھڑ لی گئیں۔ حتیٰ کے جو لوگ حق پر تھے انہوں نے بادشاہ اور دیگر لوگوں کے خوف سے پہاڑوں میں چھپ کر اور غاروں میں روپوش ہو کر رہبانیت کے ذریعے اصل دین کو بچائے رکھا۔ جس روز اس جماعت کا آخری بندہ اس دنیا سے رخصت ہوا دوسرے دن حضرت محمدؐ کی نبوت کا آفتاب عالم تاب چمکا کبھی نہ غروب ہونے کے لئے۔ (تفصیل کیلئے دیکھیے جویائے حق از عبدالحلیم شرر)

حکم ہوا۔

وما ارسلنکَ الا کافتہً للناس o

اور ہم نے آپ کو تمام دنیا کے لوگوں کی طرف نبی بنا کر بھیجا۔

اللہ کریم نے آپؐ کی نبوت کو عالمگیر ہونے کے ساتھ ساتھ حتمی اور آخری ہونے کا بھی شرف بخشا۔ فرمایا۔

ولکن الرسول اللہ وخاتم النبین (الاحزاب) ''لیکن آپؐ اللہ کے رسولؐ اور نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں''۔

اور آپؐ کی امت کو یہ شرف حاصل ہوا کہ

کنتم خیرَ امتہٍ اُخرِجَت للناسِ o تم بہترین امت ہو جو سارے انسانوں کی بھلائی کیلئے پیدا کی گئی ہو''

لیکن ساتھ وہ وصف بھی بیان کر دیا جو بہترین امت ہونے کے لئے شرط اولین ٹھہرا۔ فرمایا۔

تامرُونَ بالمعروفِ وتنھونَ عن المنکر وتومنونَ باللہ (آل عمران ۱۱۰)

تاکہ لوگوں کو نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو اور اللہ پر ایمان قائم رکھو۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

گویا یہ وہی بات ہے جو حضرت ابراہیم کو اس سے بیشتر ارشاد ہو چکی ہے قرآن حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل کا تعمیر کعبہ کا واقعہ بیان کرتا ہے کہ جب وہ اللہ کی طرف سے بھیجی ہوئی آزمائشوں پر پورے اُترے تو اللہ نے فرمایا۔

انی جاعلک للناس اماماً . قال ومن ذریتی . قال لا ینال عھدی الظلمین. (البقرہ ۱۲۴)

''میں تم کو لوگوں کا پیشوا بناؤں گا۔ انہوں نے عرض کی اور میری اولاد کو بھی۔ تو اللہ نے فرمایا میرا اقرار ظالموں کے لئے نہیں ہوا کرتا۔''

تو گویا انعاماتِ باری کے لئے بھی عدل شرط ہے۔ حق پرست اور ظالم اللہ کی نظر میں کبھی برابر نہیں ہو سکتے۔ جس طرح محض اولادِ ابراہیمی ہونے کے باعث کوئی بھی اللہ کے انعامات کا مستحق قرار نہیں پا سکتا اسی طرح امتی ہونا ہی فقط کافی نہیں ہے یہ چیز موروثی نہیں ہے ویسے ہی عقائد اور اعمال شرط ہیں اس لئے یعنہٖ اُمت محمدیہ ؐ کو تعلیم ہو رہا ہے۔

ان اکرمکم عنداللہ اتقکم o ''بے شک اللہ کے نزدیک زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے''۔

بے شک تم بہترین امت ہو لیکن تب جب تک خود ایمان دار ہو اور دوسروں کو نیکی کا حکم کرتے اور بُرائی سے روکتے رہو گے۔ ورنہ صرف مسلمان گھر میں پیدا ہو جانا کافی نہیں ہے۔ اپنے عقیدے اور عمل کی حفاظت نہیں کرو گے اور دوسروں کے لئے بھلائی اور خیر خواہی کے جذبے کے تحت حق کی ترویج اور باطل کی تردید نہیں کرو گے۔ تو وہ تمہیں اور لوگوں کی جماعت سے بدل دے گا۔ نیا نبی نہیں آئے گا لیکن نئے پیروکار تو آ سکتے ہیں۔

جیسے کعبے کو صنم خانے سے پاسباں مل گئے تھے یا جس طرح اہل بغداد دین کے معاملے میں تساہل کا شکار ہوئے تو تاتاریوں نے انہیں تاراج کر دیا لیکن خود اسلام قبول کر لیا اور دین مبین کے وارث ہو گئے۔ اس لئے کہ حق پہ کسی کی اجارہ داری نہیں ہے۔ آج ہم بھی اس غلط فہمی کا شکار ہو گئے ہیں کہ اللہ کسی مسلمان کو دوزخ میں نہ ڈالے گا۔ نماز روزہ تو عملی زندگی میں ایک رکاوٹ ہیں۔ وقت نہیں ملتا۔ بس اللہ اپنی رحمت سے خود ہی بخش دے گا۔ نیز اپنی اغراض اور ذاتی مفاد پہ جہاں زد پڑتی ہے وہاں ہم نے سود کا نام پرافٹ رکھ لیا ہے' فتوے پیسوں سے خرید لئے جاتے ہیں۔ دین اور دنیا کو الگ الگ خانوں میں بانٹ کر دنیا کو دین پر فوقیت دی جاتی ہے اس خیال کے پیش نظر کہ دین کا حساب تو مریں گے تو لیا جائے گا۔ جبکہ دنیا سے تو ابھی سابقہ پڑا ہوا ہے۔ غرباء دورِ جاہلیت میں جی رہے ہیں اور امرا کے ضمیر مردہ اور دل پتھر کے ہو چکے ہیں۔ غرض دونوں ہی طبقے اللہ کے قہر کو دعوت دے رہے ہیں۔ رسومات کا نام دین رکھ دیا گیا ہے۔ پیدائش' وفات' شادی غرض زندگی کے ہر موڑ پر نئی ہی طرز کا دین ہے۔ بس دنیا میں واہ واہ ہو جائے اللہ کا دین پامال ہوتا ہے تو کس نے دیکھا ہے کہ خدا بھی کہیں ہے۔ (معاذ اللہ) ہم یہ بات منہ سے نہ بھی کہیں تو اپنے عمل سے یہی ثابت کرنے پہ تلے ہوئے ہیں۔

واذا اردنا ان نھلک القریتہ امرنا مترفیھا ففسقوا فیھا فحق علیھا القول فدمرنھا تدمیراo (۱۷. ۱۶)

''اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو وہاں کے اہل ثروت کو حکم دیتے ہیں کہ وہ اس میں کھلی خلاف ورزی کرتے ہیں پس اس بستی پہ (تباہی کا) قول برحق ہو جاتا ہے اور ہم اسے کچل دیتے ہیں۔''

ہم سمجھتے ہیں ہم من مانی کر رہے ہیں جبکہ دراصل یہ عیش' یہ آزادی یہ خود مختاری کسی کی دی ہوئی ڈھیل ہے۔ جو کسی بھی وقت ہم سے رخصت ہو جائے گی مال' اقتدار' رتبہ' عہدہ' اولاد' بینک بیلنس' دوست احباب' الغرض کچھ بھی کام نہ آئے گا۔ وہ مالک چاہے تو اسی دنیا میں مزہ چکھا دے۔ شائد کوئی پلٹ آئے۔ اور یہ گرفت اس کے مقابلے میں بہت کمتر ہے جو اُس جہان میں ہوگی اور دائمی ہوگی کوئی پلٹ کر نہ آ سکے گا۔

فلا یستطیعون توصیتہً ولا الیٰ اھلھم یرجعون o (یٰسین)

نہ (پچھلوں کو) وصیت کر سکیں گے اور نہ اپنے

www.naqshbandiaowaisiah.com

گھروں کو پلٹ کر جاسکیں گے۔"

قرآن کی باتیں کس قدر جھنجھوڑ دینے والی اور دو ٹوک ہوتی ہیں سیدھی دل کو جالگتی ہیں۔اصل کو ملاوٹ سے کیا مطلب اور حق کو رعایت سے کیا لینا۔ہاں ایک فقط اس کی رحمت ہے جس کی امید آسرا ہے کہ وہ چاہے تو اپنی جناب سے بندوں کی خطائیں بخش دے۔

حضرت موسیٰؑ سے متعلق ایک واقعہ مجھے یاد آ رہا ہے۔ایک دفعہ آپؑ نے ربِ جلیل سے دعا کی کہ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ میری امت کا سب سے زیادہ گنہگار شخص کون ہے۔حکم ہوا جنگل کے رستے پہ جا کر بیٹھ جاؤ۔صبح جو شخص سب سے پہلے جنگل میں داخل ہوگا وہ تمہاری امت کا گنہگار ترین شخص ہے۔آپؑ نے ایسا ہی کیا اور دیکھا ایک شخص کندھے پہ چھوٹے بچے کو بٹھائے ہوئے جنگل میں داخل ہوا۔آپؑ واپس آئے اور پھر دعا کی کہ اب میں دیکھنا چاہتا ہوں میری امت کا سب سے زیادہ نیک شخص کون ہے۔حکم ہوا اسی رستے پہ جا کر بیٹھ جاؤ جو شخص سب سے آخر میں جنگل سے باہر آئے گا تو وہی شخص سب سے زیادہ صالح ہے۔آپؑ نے ایسے ہی کیا لیکن دیکھا تو سب سے آخر میں جنگل سے نکلنے والا شخص بھی وہی تھا۔جو صبح سب سے پہلے داخل ہوا تھا۔آپؑ نے گزارش کی کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ایک ہی شخص بہ یک وقت گنہگار ترین اور صالح ترین کیسے ہوسکتا ہے۔تو ارشاد ہوا۔

صبح کو یہ شخص سب سے زیادہ گنہگار تھا لیکن پھر یہ ہوا کہ جب وہ جنگل میں داخل ہوا تو اس کے بچے نے اس سے سوال کیا "آپ مجھ سے بڑے ہیں آپ سے بڑا کیا ہے؟اس نے کہا "درخت" بچے نے پھر کہا۔اس سے بڑا؟ اس نے کہا "جنگل"،بچہ پوچھتا گیا وہ بتاتا گیا۔پھر پہاڑ،پھر زمین،پھر آسمان،پھر بچے نے پوچھا آسمان سے بڑا بھی کچھ ہے وہ سوچنے لگا اور پھر بولا "میرے گناہ" اور اس ادراک نے اسے اس بُری طرح ہلا دیا کہ وہ رونے چلانے لگا۔بچے نے سوال کیا۔آپ کے گناہوں سے بڑا بھی کچھ ہے اس نے سوچا اور پھر بولا "اللہ کی رحمت"۔اس کا دل اس بات پہ قرار پکڑ گیا اور اس نے اپنے گناہوں پہ توبہ کی اور اس قدر نادم ہوا اور اتنے خلوص سے توبہ کی میں نے نہ صرف اس کے سارے گناہ معاف کر دیئے بلکہ نیکیوں میں بدل دیئے۔ چونکہ اس کے گناہ سب سے زیادہ تھے اس لئے جب نیکیوں میں تبدیل ہوئے تو وہ نیکوکاروں میں بھی سب سے سبقت لے گیا۔"

اس کے باوجود اس کی بے نیازی سے ڈر لگتا ہے۔وہ بڑا بے نیاز ہے پکڑنے پہ آئے تب بھی اور معاف کر دینے پہ آئے تب بھی۔انسان بڑی عاجز شے ہے اور اس برتے پہ نادان بھی ہے اور ناشکرا بھی۔

کتنا بڑا سچ ہے کہ "خود شناسی خدا شناسی ہے"۔ ہم جس دن اپنے بارے میں پڑے دھوکے سے نکل آئے اور حقیقت کی روشنی میں خود کو جانچا وہ دن انکشاف کا دن ہوگا اور وہ لمحہ ادراک کا لمحہ ہوگا۔آنکھوں پہ،ضمیر پہ،دل دماغ پہ چھائی تاریکی چھٹ جائے گی اور اپنی ذات،مقام اور ذمہ داریوں کا احساس جاگ جائے گا۔اللہ کرے وہ پلٹ آنے کا لمحہ اس قوم پہ بہت جلد آئے کہ ہم بہت دور جا چکے ہیں اس سے پہلے کہ وہ ہمیں کسی اور قوم سے بدل دے۔اے کاش وہ ہمیں کو بیدار کر دے۔

اللہ کی اس قدر مقرب ہستیوں کے ہوتے ہوئے ہم ایسے لوگوں کی رعیت ہونے پہ مجبور ہیں جو گفتار میں کردار میں ایک عام شخص سے کمتر درجہ رکھتے ہیں بڑائی کا معیار صرف اور صرف مال و دولت رہ گیا ہے۔جس کے پاس مال ہے وہ کچھ بھی خرید سکتا ہے حتیٰ کہ اقتدار بھی اور دوسرا وسیلہ زور زبردستی ہے جس کی لاٹھی اس کی بھینس۔

اللہ فرماتا ہے کہ "جب میں کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتا ہوں تو اس کے اصحابِ ثروت کو کھلی چھٹی دے دیتا ہوں کہ وہ فساد کریں اور پھر اسے کچل کر رکھ دیتا ہوں۔"

پہلا مرحلہ تو طے ہو چکا۔اللہ کرے دوسرے کی نوبت آنے سے پہلے ہمیں ہدایت نصیب ہو جائے۔من حیث القوم ہم "خیرامتہ" بہترین امت ہونے کا بیڑا اٹھالیں۔ہمیں صالح قیادت نصیب ہو۔تاکہ اقوام عالم میں سر اٹھا کر جینے کا مزہ ہم بھی اپنی زندگی میں پاسکیں۔(آمین)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

..........☆☆☆..........

www.naqshbandiaowaisiah.com

دورِ خلافت نہ ہو تو دورِ جہالت ہوتا ہے

دورِ خلافت آج دنیا میں کہیں نہیں، ہم آج کے مسلمان دورِ جہالت میں ہیں۔ بنا بریں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ہماری مشکلات ومصائب میں اضافہ ہو رہا ہے۔ یعنی امت مسلمہ دن بدن منفی میں جا رہی ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ خلافت سے انحراف اصل میں فطرت سے انحراف ہے اور فطرت سے انحراف کا انجام سوائے تباہی و بربادی اور خسارے کے اور کچھ نہیں۔

☆ چوہدری رحمت علی ☆
مدیر ماہنامہ "سبق پھر پڑھ" لاہور

موجودہ مسخ شدہ ماحول میں عام آدمی کی تو کیا بات کہ وہ تو خلافت کو ایک سنجیدہ موضوع ہی نہیں سمجھتا، علما وفضلا کے نزدیک بھی خلافت از کار رفتہ اور گزرے وقتوں کی ناقابل عمل کہانی متصور ہوتی ہے۔ کچھ لوگ بزعم خویش دانشور، تو اسے ایک انتظامی معاملہ سمجھ کر یوں تصور کر چکے ہیں کہ جیسے ضروری نہیں کہ انتظامی امور خلافت ہی کے ذریعہ سے چلائے جائیں۔ دلیلیں پیش کرنے لگ جاتے ہیں کہ جب غیر مسلم حکومتیں اپنے انتظامی امور بغیر خلافت بطریق احسن چلا سکتی ہیں تو آخر کیا وجہ ہے کہ ہم مسلمان یوں نہیں کر سکتے۔ بھول گئے ہم کہ خلافت عبادت ہے تو جہالت بغاوت۔ خلافت کا مطلب ہے ایسا نظام زندگی جو اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ قوانین پر مبنی ہونے کی بناء پر "حق" ہے اس کے برعکس ہر وہ نظام جو اللہ تعالیٰ کے خالص قوانین پر مبنی نہ ہو بلکہ انسانوں کی خواہشات کی تکمیل میں خود ساختہ ہو، باطل ہے۔

اس وقت اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ خالص قوانین پر نظام خلافت چونکہ کہیں نہیں لہٰذا ہر جگہ پر مسلم دنیا ہو کہ غیر مسلم، جہالت یا نظام باطل کا دور دورہ ہے۔ البتہ نظام باطل کی دو اقسام ہیں۔ نظام باطل کی ایک قسم وہ ہے جو انسانوں کے اپنے بنائے ہوئے خالص قوانین پر مبنی ہے۔ یہ قسم اس وقت پوری دنیائے کفر میں رواں دواں ہے۔ نظام باطل کی دوسری قسم وہ ہے جو آدھا تیتر آدھا بٹیر کے مصداق کچھ قوانین ایزدی اور کچھ بندوں کے خود ساختہ قوانین پر استوار ہوتی ہے۔ یعنی نظام باطل کی یہ قسم نہ خالص اللہ تعالیٰ کے مہیا کردہ قوانین پر مبنی ہوتی ہے اور نہ ہی خالص بندوں کے خود ساختہ قوانین پر، ہوتی ہے تو مخلوط قوانین پر۔ یہ دوسری قسم اس وقت پوری دنیائے اسلام میں جاری وساری ہے۔ نتائج کے اعتبار سے یہ دوسری قسم اسی طرح اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ ناپسندیدہ ہے جس طرح کہ منافق، کافر کے مقابلہ میں۔ اللہ تعالیٰ نے خود قرآن مجید میں اس کا اظہار کیا ہے۔ فرمایا۔

"تو کیا تم کتاب کے بعض حصوں پر ایمان لاتے ہو اور بعض کا انکار کرتے ہو؟ پھر تم میں سے جو لوگ ایسا کریں، ان کی سزا اس کے سوا اور کیا ہے کہ دنیا کی زندگی میں ذلیل وخوار ہو کر رہیں اور آخرت میں شدید ترین عذاب کی طرف پھیر دیئے جائیں؟ اللہ ان حرکات سے بے خبر نہیں ہے جو تم کر رہے ہو"۔ (بقرۃ:85)

مطلب اس کا یہ ہوا کہ دورِ جہالت تو ہر دو کا، مسلم دنیا ہو کہ غیر مسلم، مقدر ہے لیکن جو باطل نظام دنیائے اسلام میں جاری وساری ہے اس نظام سے بدرجہا بدتر ہے جو آج کی دنیا میں عالم کفر میں رواں دواں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نتائج کے اعتبار سے بھی امتِ مسلمہ جسقدر ذلت ورسوائی سے دوچار ہے دنیا کی کوئی دوسری قوم اتنی نہیں۔ بہتا خون، لاوارث لاشیں، اجتماعی قبریں، خودکشیاں، بلکتے بچے، روتی عورتیں،

www.naqshbandiaowaisiah.com

چیخیں، آہیں، سسکیاں صرف مسلمانوں کا مقدر ہے۔ پھر یہ سب کچھ جو اس وقت آنکھوں کے سامنے ہے ہماری اس دنیا کی حد تک ہے لیکن مخلوط نظام کے حامل مسلمانوں کیلئے مذکورہ آیت مبارکہ میں جس شدید ترین عذاب کا ذکر ہے وہ تو آخرت میں ان کے انتظار میں ہے۔

مخلوط نظام کے حامل مسلمانوں کا کفار و مشرکین کے مقابلہ میں حال کیوں پتلا ہے؟ اسے ایک مثال سے سمجھیں۔ یاد رہے سور کا گوشت حرام ہے۔ لہذا اس کا کھانا قابل سزا جرم ہے۔ لیکن اگر کوئی سور کے گوشت میں بکرے کا گوشت ملا کر کھائے تو جرم شدید تر ہو جاتا ہے۔ ایک تو اس لئے کہ حرام مال میں وسعت کا ارتکاب ہو جاتا ہے اور دوسرے اس لئے کہ ایسا کرنے والا حلال کو حرام کرنے کا مرتکب ہوتا ہے اور یہ حلال کو حرام اور حرام کو حلال کر لینا اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے۔ یعنی بکرے و سور کے گوشت کو ملا کر کھانا محض سور کے گوشت کو کھانے سے شدید تر جرم ہے۔ اسی طرح کفر و شرک ملا اسلام، محض کفر و شرک سے بدتر ہے۔ موجودہ صورت حال یہ ہے کہ ہر غیر مسلم ملک میں ایک آئین ہے یعنی ان کا خود ساختہ۔ اس کے مقابلہ میں ہر مسلم ملک میں دو آئین ہیں۔ اعتقاداً مسلمانوں کا آئین قرآن ہے جب کہ عملاً اپنے ہاتھوں سے لکھی ہوئی ایک دستاویز۔ نتیجہ اس کا یہ ہے کہ کفار کے ہاں یکسوئی ہونے کی وجہ سے مسلمان ممالک کی بہ نسبت کہ جہاں دوغلا پن ہے بہتر نظم (Management) ہے۔ ظاہر ہے جہاں بہتر نظم ہوگا طبعی نتائج بھی وہیں بہتر ہوں گے۔ غیر مسلم ممالک کا اس وقت ترقی یافتہ ہونا اور مسلم ممالک کا پسماندہ ہونا اسی وجہ سے ہے۔

دورِ خلافت آج دنیا میں کہیں نہیں، ہم آج کے مسلمان دورِ جہالت میں ہیں۔ بنابریں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ہماری مشکلات و مصائب میں اضافہ ہو رہا ہے۔ یعنی امت مسلمہ دن بدن تنزلی میں جا رہی ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ خلافت سے انحراف اصل میں فطرت سے انحراف ہے اور فطرت سے انحراف کا انجام سوائے تباہی و بربادی اور خسارے کے اور کچھ نہیں۔ ایک پودے کی بہتر پرورش کیلئے ضروری ہے کہ اسے سازگار ماحول...... زرخیز زمین، وافر پانی، کھلی فضا وغیرہ میسر ہو۔ اس کا قانون الٰہی کے تحت ہونا، یہی اس کی خلافت ہے۔ اگر بندوں کی مداخلت سے وہی پودا کسی اندھیری کوٹھڑی میں رکھ دیا جائے تو فطرت سے انحراف کی بنا پر دن بدن پودے کی حالت دگرگوں ہوتی جائے گی اور بالآخر وہ پودا مر جائے گا۔

اسی مثال کے طور پر نکاح خلافت ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ ضابطے کا اظہار ہے۔ اس کے مقابلہ میں زنا جہالت ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے قانون کو پس پشت ڈال کر خواہش نفس کی پیروی ہے۔ خلافت کے ذریعہ سے وہی عمل ہو تو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ سکون و راحت اور ترقی و تشفی کا باعث بنتا ہے جب کہ جہالت کے ذریعہ کیا ہوا عمل وقت گزرنے کے ساتھ وبال جان بن جاتا ہے۔

خلاف و جہالت کی ایک اور مثال آج مغربی دنیا میں ہمارے سامنے ہے۔ نظام خلافت یعنی اسلام مرد کا دائرہ کار گھر سے باہر تو عورت کا دائرہ کار گھر کے اندر مخصوص کرتا ہے۔ مسلم دنیا جیسا کہ ہم نے ذکر کیا اب بھی بعض اسلامی قوانین اپنائے ہوئے ہے۔ اپنائے گئے ان بعض اسلامی قوانین میں سے ایک یہی عورت کا دائرہ کار عملاً آج بھی گھر ہے تو مرد کا گھر سے باہر۔ نتیجہ اس کا یہ ہے کہ مسلم دنیا میں خاندانی یونٹ کا وجود برقرار ہے۔ اس کے برعکس مغربی دنیا نے مرد و زن کی اس فطری تقسیم کار کو زیر و زبر کر دیا۔ نتیجہ اس کا جو ہر کسی کے سامنے ہے، یہ نکلا کہ وہاں پر سماجی بنیادی یونٹ یعنی خاندان کا کباڑا ہو گیا۔ خاندان کے زیادہ تر تین اجزا ہوتے ہیں۔ میاں بیوی کا بندھن بھی ایک غیر سنجیدہ اور بوجھل فعل قرار پا کر آہستہ آہستہ ڈھیلا ہوتا چلا گیا۔ مغربی دنیا میں انسان یوں جیسے مشینوں کے بے جان پرزے، انس، محبت، وفا، دلجوئی کی سی کوئی شے نہیں۔ کھانے پینے، رہنے سہنے کو بافراط لیکن انسان ہیں کہ ذہنی تناؤ اور دباؤ کا شکار۔ خود غرضیاں، خودکشیاں ا نکا مقدر، مشینی اور خلاف معمول (Abnormal) انسانوں نے پوری دنیا کو

www.naqshbandiaowaisiah.com

آگ بگولا بنا رکھا ہے۔ انسانوں نے خلاف اور فطری طرزِ زندگی کو چھوڑا تو جدید جاہلیت کا شکار ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کے قوانین کو تیاگ کر انسان جب خود ساختہ قوانین کا گرویدہ ہوا تو ایسا ہونا لازمی تھا لہٰذا ہے۔

ہم مسلم ہوں کہ غیر مسلم آج دورِ جہالت میں ہیں اس لئے کہ صدیاں بیت گئیں دورِ خلافت راشدہ کو گم کئے ہوئے ہیں۔ جہالت میں ہر فرد خود ایک مسئلہ بن جاتا ہے اس لئے کہ زندگی گزارنے کیلئے اس کے پاس کوئی متوازن و منضبط نظام نہیں ہوتا۔ وہ پگڈنڈیوں میں سرگرداں اندھیروں میں ٹامک ٹوئیاں مارتا بس پوری عمر تجربات میں گزار دیتا ہے۔ محض خود کیلئے مسئلہ بنتا تو شاید پھر بھی اتنا مضر ثابت نہ ہوتا لیکن وہ مسئلہ بن جاتا ہے اپنے خاندان کیلئے اپنے معاشرے کے لئے اپنی قوم کے لئے اور بالآخر پوری انسانیت کیلئے۔ بحر و بر میں جو آج فتنہ و فساد برپا ہو گیا۔ اسی وجہ سے ہے۔ نظام خلافت کے نہ ہونے سے اصلاحی قوتیں کمزور پڑ گئیں ہیں۔ جاہلانہ اور بگاڑ پیدا کرنے والی قوتیں زور پکڑ گئی ہیں۔ سنوارنے کا کام کم تو بگاڑ پیدا کرنے کا کام زیادہ ہو رہا ہے۔ تخریبی کام زیادہ اور تعمیری کم ہونے کی بنا پر بحیثیت مجموعی انسانیت کی مشکلات دن بدن بڑھ رہی ہیں۔

یہ تو ہم نے نظامِ خلافت کی بجائے نظام جہالت کے ہونے سے جو عمومی نتائج مرتب ہوتے ہیں ان کا ایک سرسری سا جائزہ لیا' لازم ہے کہ ایسا ہونے سے جن حوادث و سانحات سے ایک مسلمان اور پوری امت مسلمہ دوچار ہوئی ہے اس کا مختصر ذکر بھی کیا جائے۔

دورِ جہالت کی وجہ سے ایک مسلمان لاکھ کوشش کرے کہ وہ قرآن مجید کے ''ادخلوا فی السلم کافۃ'' یعنی پورے کا پورا اسلام میں داخل ہو جائے' نہیں ہو سکتا۔ مثال کے طور پر آج جب کہ ہمارے ہاں دورِ جہالت ہے اگر میں صدق دل سے چاہوں کہ میں سود سے بچ جاؤں' قطعاً نہیں بچ سکتا اس لئے کہ اور تو اور جو کپڑے میں پہنے ہوئے ہوں اس میں سود ہے۔ جس جائے نماز پر میں نماز پڑھتا ہوں اس میں سود ہے۔ جس تسبیح پر میں تسبیحات پڑھتا ہوں اس میں سود ہے۔ اس لئے کہ یہ تمام اشیاء کسی نہ کسی کارخانے اور فیکٹری کا پروڈکٹ ہیں اور آج جب ساری دنیا سودی نظام میں جکڑی ہوئی ہے کیسے ممکن ہے کہ کوئی فیکٹری سود میں ملوث نہ ہو۔ اسی طرح اگر میں شرک سے بچنا چاہوں تو نہیں بچ سکتا اس لئے کہ ہمارے ایوانوں میں جو فیصلے ہوتے ہیں زیادہ تر اللہ کی رضا کو پورا کرنے کی بجائے بندوں کی خواہشات کو پورا کرتے ہیں۔ ہماری عدالتوں میں جو فیصلے ہوتے ہیں ان میں سے قرآن وسنت کے مطابق ہونے والوں کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر ہے۔ قرآن وسنت کو آئین مملکت قرار دینے کی بجائے اپنے ہاتھوں لکھے کتابچے کو آئین مملکت قرار دینا سب سے بڑا شرک ہے۔ ایسے میں میں دعویٰ کروں کہ میں بڑا موحد ہوں تو سوائے ایک خوش فہمی کے اور کچھ نہیں۔ ہاتھوں لکھا آئین تو بیچاری ''وفاقی شرعی عدالت'' کا تصور دے کر خود تسلیم کرتا ہے کہ باقی عدالتیں غیر شرعی ہیں۔ اسی طرح میں چاہوں کہ میں عریانی و فحاشی کے مناظر نہ دیکھ پاؤں' ممکن نہیں رہا سوائے اس کے کہ کہیں زیر زمین یا سمندر کی تہ میں جا کر دنیا و مافیا سے بائیکاٹ کر لوں۔

اب سود' شرک' عریانی و فحاشی ایسے گناہ ہیں کہ جن کے نتائج رونگٹے کھڑے کر دیتے ہیں۔ اسی لئے تو ہادی برحقؐ نے متنبہ کیا تھا کہ اس دور میں مرنے والا کہ جب امیر و جماعت کا وجود نہ ہوگا یا دوسرے لفظوں میں نظامِ خلافت نہ ہوگا جہالت کی موت مرے گا یعنی ابولہب اور ابوجہل کی سی موت کہ جیسے وہ دورِ جہالت میں ہی مر گیا۔ آپؐ نے فرمایا۔

''جو (خلیفۃ المسلمین کی) اطاعت سے نکل گیا اور جماعت (امت مسلمہ) سے علیحدہ ہوا اور اسی حالت میں مرا تو وہ جہالت کی موت مرا'' (مسلم)

یاد رہے دین اسلام میں بیعت صرف خلیفۃ المسلمین یا اس کی موجودگی میں اسی کے کسی نمائندے کی ہو سکتی ہے۔ لہٰذا بیعت کئے بغیر مر جانے کو بھی رسول اللہ ﷺ نے جہالت

www.naqshbandiaowaisiah.com

کی موت قرار دیا۔فرمایا۔

''وہ جو مر گیا اس حالت میں کہ اس کی گردن میں بیعت کا قلادہ نہ تھا تو وہ جہالت کی موت مرا''۔(مسلم' کتاب الامارت)

یاد رہے دورِ جہالت میں جہالت کی موت مرنے سے بچنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ایک مسلمان نظام خلافت کو قائم کرنے میں اسی طرح تن من دھن لگا دے جیسے کہ مکی دورِ نبوت میں اس وقت کے گنتی کے چند مسلمانوں نے لگایا۔ابھی وہاں پر نظام خلافت تو قائم نہیں ہوا تھا لیکن اس تگ و دو میں مصروف مسلمانوں کو قرآن مجید ''السابقون الاولون'' کے عظیم اعزاز سے نوازتا ہے۔

دورِ جہالت کا امت مسلمہ پر اثر پڑا ہے تو یہ کہ خود امت مسلمہ کا وجود ناپید ہے۔زیر آسمان آج امت مسلمہ کا وجود کہیں نہیں' امت اقوام کا روپ دھار چکی۔امت مسلمہ کہتے ہی مسلمانوں کے اس گروہ کو ہیں جس کا عقیدہ' طرز زندگی اور قیادت ایک ہو۔خلیفۃ المسلمین تھا تو امت مسلمہ تھی' آج نہیں تو مرکزیت کے ختم ہونے سے امت مسلمہ نہ رہی۔مسلمانانِ عالم متحارب اقوام میں بٹ گئے۔نقصان جو پوری انسانیت کو امت مسلمہ کے نہ ہونے سے ہوئے وہ ان فرائض منصبی کا سرانجام نہ پانا ہے جو قرآن مجید کے مطابق صرف امتی سطح پر ہی کئے جانے ممکن ہیں۔چند ایک فرائض منصبی درج ذیل ہیں۔

1-اقوام عالم کی قیادت' قرآن مجید میں مسلمانوں سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا گیا۔

''اب دنیا میں وہ بہترین امت تم ہو جسے انسانوں کی رہنمائی کیلئے میدان میں لایا گیا۔تم معروف کا حکم دیتے ہو' منکر سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو''۔(آل عمران ۱۱۰)

2-شہادت علی الناس یعنی سلسلہ نبوت ختم ہونے پر قرآن وسنت کی تعلیمات کو بالخصوص ان انسانوں تک پہنچانا جو غیر مسلم گھرانوں میں پیدا ہوگئے۔قرآن مجید میں آیا۔

''اور اسی طرح تو ہم نے تمہیں ایک ''امت وسط'' بنایا ہے تا کہ تم دنیا کے لوگوں پر گواہ ہو اور رسول تم پر گواہ ہو''۔(بقرۃ ۱۴۳)

یعنی جس طرح رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے پیغام کو انسانیت بشمول امت مسلمہ تک پہنچایا اسی طرح سلسلہ نبوت ختم ہونے پر تا قیامت مسلمانوں کا فرض منصبی قرار پایا کہ وہ اپنے اپنے وقت میں انسانیت تک وہ پیغام پہنچائیں۔ شہادت کی اصطلاح استعمال کی گئی تو اس لئے کہ یہ پہنچانا صرف قول سے ہی نہیں' فعل سے بھی ہے۔یعنی قرآن وسنت پر مبنی نظام خلافت کو قائم کر کے بھی دنیا کو اس کے فوائد و فیوض سے آگاہ کرنا ہے۔

3-اس دنیا کو بگاڑ سے بچانا اور سنوار کر رکھنا۔یہی مطلب ہے انسانیت کی سطح پر امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا (آل عمران ۱۱۰)

4-مسلمانوں کو ایک جھنڈے تلے یا یونی کمانڈ میں رکھنے کا۔قرآن مجید میں آیا۔

''(اے لوگو جو ایمان لائے ہو) سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور تفرقہ میں نہ پڑو''(آل عمران ۱۰۳)

اس آیت کریمہ پر چونکہ ایک ہی صورت میں عمل ہو سکتا ہے کہ پوری امت کی باگ ڈور ایک خلیفۃ المسلمین کے ہاتھ میں یا دوسرے لفظوں میں نظام خلافت قائم ہو اور نظام خلافت چونکہ ہے نہیں' اس لئے انسانیت اس صورت حال سے دوچار ہو گئی ہے جسے قرآن یوں بیان کرتا ہے۔

''جو لوگ منکر حق ہیں وہ ایک دوسرے کی حمایت کرتے ہیں۔اگر (مسلمانو) تم یہ نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد پیدا ہوگا''۔(انفال ۷۳)

فتنہ و فساد کی یہی صورت حال آج ہمارے سامنے ہے۔

مذکورہ بحث سے اخذ ہوا تو یہ کہ دنیا بھر میں رواں دواں ظلم وستم' فتنہ و فساد' خرابی وخلل' زیر وزبر' نشیب وفراز دورِ جہالت کے ہونے کی وجہ سے ہے' دور خلافت ہوتا تو انسانیت ان برکات وثمرات سے مستفید ہوتی جن سے وہ دورِ خلافت راشدہ میں ہوئی۔ظاہر ہے روشنی کی عدم موجودگی میں اندھیرے کا ہونا لازمی ہے۔

مزید مسلمانانِ عالم پر دورِ خلافت کے نہ ہونے کے مضر اثرات ہوئے ہیں تو یہ کہ دورِ جہالت میں کئے گئے قیام صلوٰۃ اور ایتائے زکوۃ

www.naqshbandiaowaisiah.com

کے فرائض اس معیار کے نہیں ہوتے جس معیار کے دورِ خلافت میں کیئے گئے ہوتے ہیں۔ بلکہ دورِ نبوت میں اللہ تعالیٰ نے قیام صلوٰۃ اور ایتائے زکوٰۃ کا حکم دیا ہی تو اس وقت جب مدینہ میں ایک ایسی چھوٹی سی اسلامی ریاست قائم ہو گئی جس کے سربراہ خود رسول خداﷺ تھے۔ قیام صلوٰۃ کا فرض کماحقہٗ اس وقت ادا ہوتا ہے جب خلیفہ وقت دارالخلافہ کی مرکزی مسجد میں امامت وخطابت کے فرائض خود ادا کرے۔ اسی طرح ایتائے زکوٰۃ کا فرض کما حقہٗ اس وقت ادا ہوتا ہے جب بیت المال کا نظام قائم ہو یعنی قیامِ صلوٰۃ اور ایتائے زکوٰۃ کی اصل بنتی اس وقت ہے جب مسلمان تمکین فی الارض کر چکے ہوں یا نظامِ خلافت قائم ہو چکا ہو۔ قرآن کریم اس کی تصدیق کرتا ہے۔ فرمایا گیا۔

''یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اگر ہم زمین میں اقتدار بخشیں تو وہ نماز قائم کریں گے' زکوٰۃ دیں گے' معروف کا حکم دیں گے اور منکر سے منع کریں گے۔ اور تمام معاملات کا انجام کار اللہ کے ہاتھ میں ہے''۔ (حج ۴۱)

اسی طرح غلبہ دین حق اور دین حق کے فوائد وفیوض کا حصول دوسرے اور تیسرے مرحلے میں اس وقت واقع ہوتا ہے جب پہلے مرحلے میں نظام خلافت قائم ہو چکا ہو۔ یعنی دورِ جہالت میں غلبہ دین حق اور دین حق کی برکات کے حصول کا کوئی سوال نہیں۔ قرآن مجید میں آیا۔

''اللہ نے وعدہ فرمایا ہے تم میں سے ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائیں اور نیک عمل کریں کہ وہ ان کو اسی طرح زمین میں خلیفہ بنائے گا جس طرح ان سے پہلے گزرے لوگوں کو بنا چکا ہے اور ان کیلئے ان کے اس دین کو مضبوط بنیادوں پر قائم کرے گا' بس وہ میری بندگی کریں اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور جو اس کے بعد کفر کرے تو ایسے ہی لوگ فاسق ہیں''۔ (نور ۵۵)

> جہالت میں ہر فرد خود ایک مسئلہ بن جاتا ہے اس لئے کہ زندگی گزارنے کیلئے اس کے پاس کوئی متوازن ومنضبط نظام نہیں ہوتا۔ وہ پگڈنڈیوں میں سرگرداں اندھیروں میں ٹامک ٹویاں مارتا بس پوری عمر تجربات میں گزار دیتا ہے

یعنی ترتیب وترکیب ہے ہی یہ کہ نظام خلافت پہلے پھر غلبہ دین حق اور پھر دین حق کی برکات کا حصول۔ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ قوانین پر مبنی نظامِ خلافت نہ ہوگا تو جگہ خالی نہ رہے گی بندوں کا خود ساختہ قانون آ وارد ہوگا۔ یہی اس وقت روئے زمین کا مقدر ہے۔ اس میں کیا شک دورِ خلافت نہ ہو تو دورِ جہالت ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆

بشکریہ ''ماہنامہ سبق پھر پڑھ'' لاہور

انا للہ وانا الیہ راجعون

1- گوجرہ سے رانا احمد نواز صاحب کے چچا اور سلسلہ عالیہ کے پرانے ساتھی محمد اکرم صاحب وفات پا گئے ہیں۔

2- اٹک میں الاخوان کے ضلعی صدر ملک صفدر حسین صاحب کے ماموں و سسر کراچی میں انتقال فرما گئے ہیں۔

3- چک باقر شاہ ضلع چکوال سے نائب صوبیدار (ر) اللہ دتہ صاحب کی والدہ خالق حقیقی سے جا ملی ہیں۔

4- کامرہ ضلع اٹک سے سلسلہ عالیہ کے ساتھی محمد یوسف صاحب کے سسر محترم وفات پا گئے ہیں۔

5- بھمبر (آزاد کشمیر) سے سلسلہ عالیہ کے ساتھی محمد اکرم صاحب کے والد محترم وفات پا گئے ہیں۔

6- گوجرانوالہ سے سپیشل کلاس کے ساتھی ماسٹر محمد صادق صاحب کی والدہ محترمہ انتقال فرما گئی ہیں۔

7- کراچی سے احمد علی صاحب کی والدہ وفات پا گئی ہیں۔

8- لاہور سے سلسلہ عالیہ کے ساتھی سہیل عبدالغفور صاحب کے والد محترم عبدالغفور صاحب وفات پا گئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مرحومین کو جوارِ رحمت میں جگہ نصیب فرمائے۔ آمین۔ ساتھیوں سے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

سوال تو اٹھتا ہے..... جواب ہو کہ نہ ہو!

ہم یہ کیوں نہیں سمجھ پاتے کہ اسلام ہی اصل میں روہ روشنی ہے جو ہمیں جہل اور توہم کی تاریکی سے نکالتا ہے' اسلام کو ہی اپنانا روشن خیالی ہے اور اس سے انحراف کرنا دور جہل میں لوٹ جانے کے مترادف ہے۔ یہ ساری اصطلاحات مثلاً بنیاد پرستی یا فنڈ مینٹلزم' تشدد آمیزی یا ایکسٹریمیزم' روشن خیالی یا ماڈریٹ لبرزم سب کی سب پچھلے چند سالوں کی ایجادات ہیں۔ یہ ضرور ہے کہ اسلامی پیغام اور فلسفہ کی غلط تعبیر وتفسیر نے چاہے وہ تشدد پسندی کے حوالے سے ہو یا روشن خیالی مادر پدر آزادی کے حوالے سے ہو مسلمانوں کا دنیا میں جینا دوبھر کر دیا ہے لیکن اس کا علاج صحیح رہنمائی ہے نہ کہ انتشار وفساد؟

☆ حسام احمد سید ☆
کینیڈا

چراغ تلے اندھیرا کیوں ہے؟ آخر کیوں ہے؟ یہ حقیقت تو ہے لیکن ایک المیہ بھی ہے! برصغیر کے ایک نامور مذہبی رہنما کی پوتی اور اُن کے شوہر کو دوبئی میں شغلِ مے نوشی کرتے بچشم خود دیکھا ہے۔ مفکر پاکستانؒ کے قریبی عزیز واقارب ان کے افکار ونظریات سے کس قدر بیگانہ ہیں' اس سے کون واقف نہیں۔ محمد علی جناحؒ کی بیٹی اسلام کو خیر باد کہہ چکی اور اس کے بچے بھی ظاہر ہے کہ اس کے مذہب پہ ہیں گویا پوری نسل ہی اسلام سے خارج ہے۔ حال ہی میں افریقی النسل امریکی خاتون ''ودود'' میں امامت کی تحریک پیدا کرنے والی ''اسرانعمانی'' عالم اسلام کی ایک عظیم علمی شخصیت کی پوتی بتائی جاتی ہے۔ اسرانعمانی طلاق شدہ تو ہیں ہی اپنی بدکاری کا بھی خوب اشتہار کرتی ہیں اور اس فعل حرام سے جو بچہ ہوا ہے اس کو دکھا کہ یہ کہتی ہیں کہ یہ نیا دور ہے' اب عورت بھی مردوں کی طرح بدکاری کر سکتی ہے اور اسے سنگسار نہیں کیا جا سکتا۔ بہر حال عورت کی اس امامت کی تحریک میں ماشاءاللہ بے شمار روشن خیال مرد حضرات جو مسلمان کہلاتے ہیں ان کا فکری اور عملی ومالی تعاون بھی حاصل رہا۔ ایسی ہی ایک دو کیا بہت سی مثالیں ہمارے سامنے ہیں' کس کس کا ذکر کیا جائے؟ اہل صوف کے یہاں تو ستار العیوب کے تصور کو بڑی اہمیت حاصل ہے اور ہر انسان کی عزت نفس کا لحاظ رکھنا چاہئے چاہے وہ کتنا ہی برا کیوں نہ ہو اور میں بھی حضرت عیسیٰ کے اس قول کا قائل ہوں کہ سنگسار صرف وہ کرے جس نے کبھی خود کوئی گناہ نہ کیا ہو لیکن فتویٰ یہ ہے کہ معروف لوگوں یا مشاہیر کی غلطیوں کی نشاندہی کر دینی چاہئے تاکہ دوسرے بھی ان کی کمزوریوں اور بداعمالیوں یا بداعتقادیوں سے متاثر ہو کر گمراہ نہ ہو جائیں۔ زخم کا علاج مرہم ہی ہے لیکن جب زخم گل سڑ جائے اور بدن میں زہر سرایت کرنے لگے تو اس عضو کو کاٹ ہی دینا پڑتا ہے تاکہ جان بچ جائے۔ یہاں یہ بات بھی کہتا چلوں کہ عورت کی امامت کے سلسلے میں میری تحقیق صرف اپنی ہی کتابوں تک محدود نہیں بلکہ مذاہب عالم کا بھی میں نے مطالعہ کیا اور ان کے مذہبی رہنماؤں سے بھی تبادلہ خیال وتحریر کیا جس میں یہودی' عیسائی' ہندو' سکھ' بدھ مذاہب ہیں تو یہ بات کھل کے سامنے آئی کہ کسی مذہب میں عورت کو امامت کی اجازت نہیں' البتہ بدھ مذہب میں کچھ حالیہ تبدیلی آئی ہے جس میں بعض موقع پر عورت کی امامت کو جائز قرار دیا گیا ہے۔ اسلام نے بھی مخصوص حالات میں جبکہ کوئی بالغ مرد قرآن کی آیات سے یا نماز پڑھانے کے طریقوں سے واقف ہی نہ ہو اس کی اجازت دی ہے یا پھر عورتوں بچوں کی اجتماعی نماز ہو رہی ہو چاہے وہ گھر کے افراد ہوں یا باہر کے' اس احتیاط کے اسباب کئی ایک ہیں جس کی تفصیل کا متحمل یہ کالم نہیں ہو سکتا۔ کسی اور مذہب میں یہ ہنگامہ آرائی کبھی بھی نہ ہوئی اور نہ ہی عورت کی آزادی کے حوالے سے

www.naqshbandiaowaisiah.com

یہ فتنہ کھڑا کیا گیا' پھر اسلام ہی کے حوالے سے یہ باتیں اور بدعتیں کیوں سامنے آتی ہیں؟ جو لوگ کہ اس مسئلہ کو کھڑا کرنے کے ذمہ دار ہیں ان کا اصلی چہرہ اور افسوسناک کردار بھی لوگوں کے سامنے ہے۔ چلیئے اس بات کو یہیں چھوڑتے ہیں کہ اس موضوع پہ بھی بہت کچھ کہا یا لکھا جا چکا ہے' ان باتوں میں الجھ کر اب وقت ہی برباد کرنا ہے کام کرنے کے اور بہت زیادہ ہیں۔ عورت کے ہی حوالے سے جو ظلم مشرقی یا مغربی ممالک میں روا ہے چاہے وہ مملکت اسلامیہ ہو برائے نام یا غیر اسلامی میں ہو' ظلم تو پھر ظلم ہے چاہے کسی کے ساتھ ہو اسلام اسے مٹانے ہی آیا ہے!

گمراہیوں کے اس دلدل میں اور انسانی فکر کی تاریخ سے ہم تو یہی سمجھ پائے کہ ہدایت موروثی نہیں ہوتی ' اللہ کے رسولؐ کی امت میں تو ساری کائنات اور ساری نسل انسانی ہے لیکن اس کی تقسیم روحانی اور جسمانی ہی ہے۔ ایک روحانی اولاد یا امت ہے اور دوسری جسمانی اولاد یا امت سو روحانی اولاد یا امت ہی ہدایت یافتہ ہے اور جو جسمانی امت یا اولاد ہے وہ تاریکی سے روشنی کے سفر میں ہے' کوئی خوش نصیب ہے تو اس کا سفر اس زندگی میں ہی تمام ہو جاتا ہے اور وہ روحانی امت کا حصہ بن جاتا ہے جبکہ بدنصیب اس تاریکی میں انکل پچوں مارتا رہتا ہے اور ایک جانور کی طرح بالآخر اس دنیا میں اپنی حیوانی جبلت اور خواہشات کا پابند ہو کر کوچ کر جاتا ہے اور آخرت میں بھی اس کے لئے سوائے حسرت ویاس وتاریکی کے کچھ بھی نہیں (سورۃ انبیا آیت ۹۴) ''اور انسان کو وہی ملتا ہے جسکی وہ کوشش کرتا ہے''۔

ہم اپنی روشن خیالی یا پروگریسو ہونے کا ثبوت اسلاف سے بے زاری کا اظہار کر کے کیوں دیتے ہیں؟ اللہ سے اجتناب اور رسولوں کی شریعت سے انحراف ہی سے ہم کیوں سمجھتے ہیں کہ ہمارے تعلیم یافتہ ہونے کا پتہ چلتا ہے؟ اپنی جہل کا اظہار ٹیلی ویژن' ریڈیو پہ آ کر یا کسی ویب سائیٹ پہ یا کسی اخبار و رسالے میں چھپ کر یا کسی کانفرنس و سیاسی جلسے کا انعقاد کر کے کیوں کرتے ہیں؟ ملحدانہ رویہ اور منافقانہ طرز عمل سے ہی دنیا کا حصول کیوں ہے؟ کیا اسلاف سے بیزاری اس احساس کمتری کا ردعمل ہے کہ ہم روشن خیال لوگ ان کے روحانی اور اخلاقی معیار تک نہیں پہنچ پاتے۔ اور اگر یہ ہے تو وہ جو ہمارے لئے روشنیوں کا منبع ہیں ان کی دشنام طرازی یا ان کی بہتان تراشی سے تو ہمارا کام نہیں ہوگا۔ اس کیلئے تو جہد مسلسل کی ضرورت ہے نہ کہ قائم کردہ معیار کو پست کر کے دنیا اور ماحول میں انتشار' فتنہ وفساد پھیلایا جائے؟ نظر تو یہی آتا ہے کہ

بدن غلام کا سوزِ عمل سے ہے محروم!

ہم میں احساس کمتری کیوں اتنی راسخ ہے کہ ہم اپنے دین و مذہب' تہذیب و ثقافت' زبان و کلام' لباس و آداب سے اعراض برتتے ہیں اور اقوام غیر کی ہر چیز ہمیں بھاتی ہے۔ ہم ان لوگوں کی دنیاوی دولت وعسکری قوت سے کیا اتنے مرعوب ہیں کہ ہم ان کی نقالی اس لئے کرتے ہیں کہ اسی سے ہمارے تن کی بھوک کو صرف غذا ہی نہیں بلکہ سامان تعیش بھی میسر آئے؟

ہمارے اکثر شاعر و ادیب ام الخبائث یعنی شراب ونشہ آور چیزوں میں کیوں مبتلا ہوتے ہیں۔ زمین پاؤں کے نیچے سے نکل جاتی ہے لیکن باتیں آسمان کی کرتے ہیں۔ پرورش ان میں چند معروف لوگوں کی صاحب ثروت اور ایسے ادارے اور مملکتیں کرتی ہیں جن کا اپنا سیاسی مشن ہوتا ہے لیکن یہ اپنے امیرانہ ماحول میں بیٹھ کر ہزاروں روپے کی شراب لنڈھا کر باتیں غربت وافلاس زدہ لوگوں کی کرتے ہیں اور المیہ یہ ہے کہ ان لوگوں کی باتوں پہ غریب لوگ کان بھی دھرتے ہیں۔ ان شاعروں اور ادیبوں کو خدا کا نہیں تو پیغمبری کا مقام ضرور دیتے ہیں اس لئے کہ ان کا سارا کلام الہامی ہے چاہے وہ خود عملی طور پر اپنی ساری زندگی خدا کے تصور سے دور ہی کیوں نہ بیٹھے ہوں۔

نگہہ الجھی ہوئی ہے رنگ و بو میں
خرد کھوئی گئی ہے چار سو میں

ہم کیوں سمجھتے ہیں کہ ایک ملک صرف اسلام کے نام پہ بنایا گیا تھا۔ کیا اسلام کی جغرافیائی حد بندی کی جا سکتی ہے؟ کیا کسی خاص

www.naqshbandiaowaisiah.com

ملک کے سارے مسلمان کسی ایک ہی ملک میں سما سکتے ہیں؟ کیا اسلام ایک عالمی نظریہ نہیں؟ کیا اسلام صرف ایک ملک میں پنپنے کے لئے آیا ہے؟ اور کیا ایسا ہی ہو رہا ہے یا ہوتا رہا ہے؟ کیا ہماری معروف اسلامی تاریخ میں یعنی چودہ سو سال سے قبیلہ پرستی کی اور دنیاوی نام ونمود' مال ودولت کی کثرت کی جنگ دوسرے مذاہب عالم کی طرح قرون اولیٰ سے ہی جاری نہیں اور کیا آج بھی ہمارے ہی اندر کی کالی بھیڑیں یہ ساری بربادی اور تباہی کی ذمہ دار نہیں؟ آپس کی قتل وغارت کے تسلسل مین دوقومی نظریہ کی حیثیت ہی کیا ہے؟ پھر ہم اپنے ہی کیئے ہوئے کا سہرا کسی اور کے سر کیوں تھوپ دیتے ہیں؟ کیا اشتعال انگیزی اور تعصب ونفرت ہی ہمارے مسائل کا حل ہے؟ کیا اسلام کو سیاسی مقصد اور دنیاوی حصول کے لئے ہی شروع سے استعمال نہیں کیا گیا اور یہ سلسلہ کب تک جاری رہے گا؟

ہوا گر قوتِ فرعون کی در پردہ مرید
قوم کے حق میں ہے لعنت وہ کلیم اللٰہی

ہم میں خشیہ خالق کے بجائے خشیہ خلائق کیوں ہے؟ ہم اللہ پہ اپنا یقین واعتماد کیوں کھو چکے ہیں اور یہ صرف زبان کی حد تک رہ گیا ہے؟

ہم دنیا میں پھیلی ہوئی وحشت گردی اور دہشت گردی اور اس کے پھیلانے والوں کی صحیح پہچان کیوں کھو بیٹھے ہیں؟ اور صرف طوطے کی طرح سبق اغیار کورٹ کے اپنے اپنے پنجرے میں میاں مٹھو میاں مٹھو کی صدائیں لگاتے رہتے ہیں یا پھر بندروں جیسی نقالی کر کے اپنے آقا اور تماش بینوں کو خوش کرتے رہتے ہیں۔ اس میں اپنوں کا خون بہتا ہے تو بہنے دو کہ وہ اپنے ہی کہاں ہیں۔ یہ دن رات قال اللہ وقال رسول اللہ کہنے والے تقلیدی وجہادی لوگ ہم جیسے روشن خیال اجتہادی لوگوں کا کیا مقابلہ کر سکتے ہیں؟ لیکن یہ بات آج کی تو نہیں اس منافقت اور کشمکش کی نفسیات کو تو بڑی تفصیل سے اللہ نے کھولا ہے اپنی آیتوں میں (سورۃ بقرہ کی ۹ سے ۲۰ آیت) جسکا مفہوم ہے کہ

یہی وہ روشن خیال لوگ ہیں جو دعوت ایمان کو سن کر یہ کہتے ہیں کہ کیا ہم بھی ان جاہلوں کی طرح ایمان لے آئیں ہم تو پڑھے لکھے ہیں ان کی باتوں کو سن لیتے ہیں اور استہزا کرتے ہیں' ہم تو اصل میں معاشرے کی اصلاح کرنے والوں میں ہیں! نہیں انہیں کہہ دو یہ اصلاح نہیں بلکہ یہ فساد برپا کرنے والوں میں ہیں۔

ہم میں احساس کمتری کیوں اتنی راسخ ہے کہ ہم اپنے دین ومذہب' تہذیب وثقافت' زبان وکلام' لباس وآداب سے اعراض برتتے ہیں اور اقوام غیر کی ہر چیز ہمیں بھاتی ہے۔ ہم ان لوگوں کی دنیاوی دولت وعسکری قوت سے کیا اتنے مرعوب ہیں کہ ہم ان کی نقالی اس لئے کرتے ہیں کہ اسی سے ہمارے تن کی بھوک کو صرف غذا ہی نہیں بلکہ سامان تعیش بھی میسر آئے؟

ہم یہ کیوں نہیں سمجھ پاتے کہ اسلام ہی اصل میں روشنی ہے جو ہمیں جہل اور توہم کی تاریکی سے نکالتا ہے' اسلام کو ہی اپنانا روشن خیالی ہے اور اس سے انحراف کرنا دورِ جہل میں لوٹ جانے کے مترادف ہے۔ یہ ساری اصطلاحات مثلاً بنیاد پرستی یا فنڈ مینٹلزم' تشدد آمیزی یا ایکسٹریمیزم' روشن خیالی یا ماڈریٹ لبرزم سب کی سب پچھلے چند سالوں کی ایجادات ہیں۔ یہ ضرور ہے کہ اسلامی پیغام اور فلسفہ کی غلط تعبیر وتفسیر نے چاہے وہ تشدد پسندی کے حوالے سے ہو یا روشن خیالی مادر پدر آزادی کے حوالے سے ہو مسلمانوں کا دنیا میں جینا دوبھر کر دیا ہے لیکن اس کا علاج صحیح رہنمائی ہے نہ کہ انتشار وفساد؟

قوموں کے لئے موت ہے مرکز سے جدائی
ہو صاحبِ مرکز تو خودی کیا ہے؟ خدائی!

☆☆☆☆☆☆

☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

اصلاح قلب اور ضرورت شیخ

گر طلب تیری ہو صادق اور انابت ہو کھری
تب ملے نور ہدایت اور دل کو آ بنی
ہے ہمارا چونکہ اس ذات علا سے واسطہ
جو بجائے شکل کے روح عمل ہے دیکھتا
جو شریعت پر چلاوے وہ بھی ہے محسن ترا
جو رہ عرفان بتلا دے وہ ہے مرشد باصفا
رہبر صادق کرے گا تیرے دل کا تزکیہ
کہ ہو ذکر و فکر سے تیرا خدا سے رابطہ
چھوڑ دے گا پھر تو اپنی ہر پسند وناپسند
طاعت آقا میں ڈھل جائے ترا ہر بند بند
رہبروں کے بھیس میں ہیں بیشتر بہروپئے
جو شریعت سے ہوں عاری ان سے بچنا چاہئے
ڈھونڈنا ہے باشریعت ہم کو ایسا رہنما
جو کرے صیقل دلوں کو اور ان کو دے جلا
وہ شریعت کا ہے پیرو جس کا دل آباد ہے
اس کے دم سے یہ جہان آب و گل آباد ہے
میرا مرشد اکرم اعوان مدظلہ ہے ڈنکے کی چوٹ
تم اگر ہو طالب حق اور نہ ہو دل میں کھوٹ
آؤ میرے پاس تجھ کو مل نئی ہو اک نگاہ
تیرے ہر موئے بدن کو دے گی وہ ذاکر بنا
تھا اویسی صحبت طالح سے جو طالح بنا
انعکاس قلب صالح سے وہی صالح ہوا

☆.....انجینئر عبدالرزاق اویسی ٹوبہ

ﷺ

On the Eve of Holy Arrival of the Holy Prophet

Naat Shareef Dedicated to My Reverend Teachers

When the throat of the earth dries,
Allah sends rains from the skies.
When trees, arms are out at elbows,
And the beauty of the flower goes,
that impairs man's might of vision.
Allah sends sweet, spring season.
Green garments are given to the trees.
And to seek beauty the flower hurries.
Allah showers His Bounty on nature.
Will He ignore His beloved creature?
When humanity was in the worst condition,
Peoply were in the grip of frustration.
They were like stone hearted devils
And did not forgive their rivals.
Almighty Allah sent His beloved Messenger,
Humanity learnt walking holding his finger,
Earth sought mirth from this appearance.
Faded flowers found freshness, fragrance.
Beauty benignity, bounty were given.
To the needy, the poor, the lucky orphan.
Worthless, mirthless, nameless Muslims of today!
Celebrate Muhammad s Beauteous birthday.
To regain your lost power prestige.
Come, Come in Muhammad's bondage.

Prof. Muhammad Ameen Tahir.

Gojra Distt. t.t. Singh.

www.naqshbandiaowaisiah.com

تعلیمات و برکات نبوت صلی اللہ علیہ وسلم

اقتباسات از خطبات

امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی

مؤلف: سید عبدالودود شاہ اخوندزادہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

سلسلہ وار..................

شیخ المکرم امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ کے فرمودات سے مزین

"تعلیمات وبرکات نبوت ﷺ" سے اقتباس......

قسط نمبر 1

تعلیمات سلسلہ عالیہ

فرمایا۔ انشاءاللہ باقاعدگی سے معمولات ہوں گے' کوئی ایک دن رہے' دو دن رہے اور میں پھر عرض کردوں کہ بنیادی اور ضروری بات یہ ہے کہ نماز اور وضو کے مسائل یاد کرے' نماز' ذکر معمولات باقاعدگی سے کریں' تلاوت قرآن کریم کو اپنا پہلا کام علی الصبح بنالیں۔ طلوع فجر سب سے پہلا کام ایک آیت پڑھ سکو تو بھی پڑھ لو اگر کوئی بالکل ہی سمجھتا ہے کہ میں ایک لمحہ بھی نہیں رک سکتا تو قران کریم کو کھول کر دیکھ ہی لو' چھوڑو نہیں' خالی نہ جانے دو۔ کسی بھی دن کی ابتداء اور افتتاح اللہ کی کتاب سے کرو' اس کا انجام انشاءاللہ بخیر ہوگا۔ کتاب اللہ کی مسلسل تلاوت سلوک کی جان ہے' کثرت سے درود شریف پڑھیں' درود شریف پڑھنے سے حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ رابطہ استوار رہتا ہے' اور یہ لطائف میں جان پیدا کرتا ہے۔ استغفار کم ازکم سو بار روزانہ ضرور پڑھیں' ورنہ ہر نماز کے ساتھ کم ازکم بیس دفعہ معمول بنالیں' کوئی دن استغفار سے خالی نہ جائے' کم ازکم ایک سو بار ضرور پڑھیں۔ بے شمار کوتاہیاں بے شمار لغزشیں ہم سے ہوتی ہیں اور ایک بات بنیادی طور پر یہ یاد رکھیں کہ وہ کام جس کی ذمہ داری' خدا' دین یا حضرت یا جماعت کی طرف سے لگ جائے' اسے ایک فریضہ سمجھ کر کریں۔

فرمایا۔ صوفیا نے ہمیشہ منتخب افراد کو ذکر قلبی سکھایا ہے' ہزاروں' لاکھوں افراد آتے تھے' کہیں وہ تسبیحات' تلاوت' نماز روزہ کا حکم دے کر' نیکی پر کاربند رہنے کی یا مسنون ارشادات جو ظاہری اصلاح کیلئے ہوتے ہیں، وہ باتیں انہیں بتا کر' ان کے لئے دعا کر کے' انہیں کوئی تسبیحات مسنونہ متقدین صوفیا سے لے کر بتاتے۔ آج تک تصوف میں شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ کو تمام صوفیا کا سرخیل اور سب سے بلند مقام پر تسلیم کیا گیا ہے آپ کے مریدوں یا متوسلین کی تعداد لاکھوں تک پہنچ چکی ہے مگر آپ کے فعل کی تعداد بہت کم ہے۔

فرمایا۔ سلاسل تصوف اولیاء اللہ سے ہمارے پاس مختلف طریقوں سے پہنچتے ہیں فیض وہی ہے محمد ﷺ کا۔ طریقہ ذکر یہ مقصد نہیں ہے' یہ ذریعہ ہے اور ذرائع مختلف ہیں' ذکر کرنے کا طریقہ کسی کا کچھ ہے' دوسرے کا اس سے قدرے مختلف ہے منزل ایک ہے' گویا رستے اپنے اپنے ہیں تو اس طرح سے ہم جس سلسلے میں منسلک ہو جاتے ہیں' ہم پہ ضروری ہو جاتا ہے کہ سارے آداب اسی سلسلے کے ملحوظ رکھیں' یہ درست نہیں ہے کہ کوئی طریقہ کسی سلسلے سے اڑالیں' کوئی کسی سے کوئی کسی سے تو اس طرح سے گویا ہم نے کسی سلسلے سے کچھ بھی **حاصل نہیں کیا** اور ہم ہر طرف سے کٹ کر رہ گئے ہیں تو جس طرح احکام ظاہر میں ہم مختلف فقہی مکاتب فکر میں ایک ہی مکتب فکر پر اعتماد کرتے ہیں' ان کی بات **پہ عمل کرنا پڑتا ہے** اسی طرح سے یہ معاملہ اس سے نازک تر ہے' طریقہ ہائے ذکر ذرائع ہیں اور مقصود تو صرف ذکر ہی ہے اور ذرائع کے استعمال میں اپنے **ہی سلسلے پر اعتماد کریں گے** ورنہ فیض کسی بھی جگہ سے نہیں ملے گا۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

فرمایا۔ رب جلیل نے ایک بڑا قیمتی اور نادر نسخہ اپنی کتاب میں ارشاد فرمایا کہ میرے ساتھ تعلق بڑھانے کے لئے میری معرفت کو اپنانے کے لئے رسول ﷺ کے جاننے اور پہچاننے کے لئے آپ ﷺ کی اطاعت اور آپ ﷺ کی غلامی کے لئے آپ ﷺ کے ساتھ عشق اور آپ ﷺ کے ساتھ محبت کے لئے دین کے غلبے کے لئے، دین کے واسطے ایک تدبیر ہے اور وہ یہ ہے کہ میرا ذکر بہت کثرت سے کیا جائے' زندگی میں جتنے کام تم کرتے ہو ان سب سے زیادہ جو کام ہے وہ میرے نام کو دہرانے کا ہے' کھڑے ہو' بیٹھے ہو لیٹے ہو' ہر حال میں ذکر کرو۔

فرمایا۔ اپنی بحثوں میں تبلیغ اول یا ذکر یا تدریس افضل ہے' آپ سارے کام کیجئے جسے تبلیغ کرنا آتی ہے' وہ تبلیغ ہی کرے' اچھا کام ہے جسے تدریس آتی ہے' تدریس کرے' اچھا کام ہے' ذکر کرتا ہے' کرے اچھا ہے جو کام جس شعبہ دین کا ہو سکتا ہے' کیجئے لیکن متحد ہو کر ظلم کے خلاف بھی اٹھے' اس سے کسی کو استثنیٰ نہیں ہے' نہ مبلغ کو' نہ ذاکر کو' نہ واعظ کو۔ یہ سب کی ذمہ داری ہے اللہ کریم ہمیں شعور عطا فرمائے' احساس ذمہ داری عطا فرمائے۔ جرات عطا فرمائے کہ ہم مفادات سے بالاتر ہو کر اللہ اور اللہ کی رضا کے لئے کام کریں۔

فرمایا۔ اللہ ہمیں نفس اور شیطان کے شر سے پناہ دے' ورنہ سوائے نبی علیہ السلام کے کوئی بھی معصوم نہیں ہے ہاں اللہ اللہ کرنے سے آدمی محفوظ ہو جاتا ہے ایک قسم کی حفاظت الٰہیہ اسے نصیب ہو جاتی ہے' قرب الٰہی کی وہ کیفیات کسی کے دل میں موجود ہوتی ہیں تو ان کے ساتھ اللہ کی طرف سے حفاظت اور اللہ کی طرف سے ایک تائید نصیب ہو جاتی ہے' گناہ سے محفوظ ہو جاتا ہے' میرے اپنے ناقص خیال کے مطابق جتنے لوگوں کا اس کے ساتھ سابقہ پڑا ہے' ان سے کوئی بھی آپ کو ایسا نظر نہیں آئے گا' جو اپنے فیلڈ میں ناکارہ ثابت ہوا ہو بلکہ اللہ اللہ کرنے سے انہیں مزید قوت ملی۔

فرمایا۔ تفسیر مظہری میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے وما ابری نفسی ان النفس لامارہ بسوء کے موضوع پر اس آیت کریم کے تحت لکھا ہے کہ یہ نفس امارہ بسوء شے کیا ہے' یہ عناصر اربعہ کے ملنے سے ظہور پذیر ہوتی ہے' جسم انسانی میں اربعہ عناصر آگ' مٹی' ہوا اور پانی ان کے ملنے سے ایک شے وجود پذیر ہوتی ہے' اسے نفس کہتے ہیں' یہ نفس حیوانی بھی کہلاتا ہے لیکن وہ فرماتے ہیں انسان صرف نفس حیوانی کا نام نہیں ہے' اس نفس حیوانی کے ساتھ عالم امر کے لطائف ملائے جاتے ہیں' من جانب اللہ قلب اور روح وغیرہ' ان لطائف کا مقام عرش سے بالاتر ہے یعنی جہاں تخلیق اور مخلوق کی حدود ختم ہو جاتی ہیں' جہاں سے دوائر شروع ہوتے ہیں' اسے عالم امر کہا جاتا ہے۔ پھر فرماتے ہیں عناصر اربعہ کے ملنے سے نفس حیوانی بنتا ہے اور نفس حیوانی کے محرکات ان عناصر اربعہ میں سے کسی ایک کے غلبہ سے ہوتا ہے۔ اگر انسان پر آگ کا غلبہ ہو تو آگ کا اثر اس میں غضب' کبر' بڑائی اور شہوات پیدا کرتا ہے۔ ان عناصر کے غلبہ سے طبیعت میں ان عناصر کی طبیعت کے مطابق اثر پیدا ہوتا ہے مثلاً آگ کا اثر ہوتا ہے اگر انسان میں برے خیالات اور خبائث پیدا ہوتے ہیں' تو وہ مٹی کا اثر ہوتا ہے' جہاں ہوا غالب ہوتی ہے' وہاں انسان خطا اور ضلالت دکھاتا ہے' اس میں بے صبری' تلون مزاجی' ہوا و حرص اور بے انتہا خواہشات کا جو سلسلہ پیدا ہوتا ہے' یہ ہوا کا اثر ہوتا ہے۔ یہ چاروں عناصر اپنی اپنی خصوصیات کی طرف اسے کھینچتے ہیں جس کی وجہ سے نفس کبھی اس خانے میں ہوتا ہے' کبھی دوسرے خانے میں ہوتا ہے۔

لطائف عالم امر سے ہیں اور مخلوق ہونے کی حدود سے بالاتر ہیں' لطاف امر ربانی میں سے ہیں اور ان کی اصل اللہ کا امر ہے۔ جس طرح روح کی اصلیت کے بارے کہہ دیا گیا قل الروح من امر ربی روح اللہ کے امر سے متعلق ہے' اس سے آگے امر کیا ہے' امر اللہ کی ایک صفت ہے اللہ کی نہ ذات مخلوق ہے نہ اس کی صفات مخلوق ہیں تو یہ لطائف بھی اس کی ذات کا پرتو ہیں یا متعلق عالم امر سے ہیں اور انسان کے اس نفس کے ساتھ آمیزہ بنا دیا جاتا ہے' جس کی وجہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

سے ان میں جان پیدا ہوتی ہے۔

فرمایا۔ والذاکرین اللہ کثیراً والذاکرات۔ پھر انہیں ہر آن میراذ کرنصیب ہوجاتا ہے اور جب لطائف منور ہوجاتے ہیں تو سب سے آخری بہت بڑاانعام جو بنتا ہے اسی دنیا میں رہ کر آخرت کے لئے قرب الٰہی کے لئے رضا الٰہی کے لئے اور ترقی درجات کے لئے سب سے بڑا رتبہ جو حاصل کر سکتا ہے وہ ذکر دوام ہے۔ والذاکرین اللّٰہ کثیر والذاکرات اور کثرت سے ذکر کرنے والے مردوخواتین اعداللّٰہ لھم مغفرۃ ان کے لئے اللہ کی بخشش منتظر ہے ان سے کوتاہیاں بھی ہوتی ہیں سستی بھی ہوسکتی ہے غلطی بھی ہوسکتی ہے لیکن بخشش الٰہی تلافی مافات کے لئے ان کی راہ دیکھا کرتی ہے۔ لھم مغفرا ان کے لئے اللہ کی بخشش واجراً عظیما اور بے پناہ بڑاانعام۔

فرمایا۔ ذکر کی کثرت کا حکم بہت تاکیدی ہے یہاں تک کہ میدان جنگ میں جاؤ تو اللہ حکم دیتا ہے کہ اذا لقیتم فئة۔ جب کسی کافر فوج سے مقابلہ آجائے فاثبتو تم ڈٹ جاؤ واذکرو اللّٰہ اور اللہ کا ذکر کرتے ہوئے بھی کثرت سے کرتے رہو ادھر لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ صوفیا مخلوقات میں سب سے ناکارہ لوگ ہوتے ہیں جبکہ لڑنا تو کام ہی صوفیوں کا ہے جہاد زیب ہی ان لوگوں کو دیتا ہے جن کے دل ذکر الٰہی سے منور ہیں جبکہ دوسرے لوگ میں دعوی سے کہتا ہوں جن کے دل ذاکر نہیں ہیں وہ لوٹنے کے لئے جاتے ہیں وہ جہاد کے لئے نہیں جاتے وہ کچھ دینے کے لئے نہیں جاتے اپنے مفادات کے لئے جاتے ہیں۔

فرمایا۔ یہ دیکھو کتنی الماریاں قرآن مجید سے بھری پڑی ہیں یہاں تو کوئی فحش گانا نہیں ہے تو یہ قرآن مجید ہماری اصلاح کیوں نہیں کرتا اس لئے کہ ہمارے دل ذکر الٰہی سے غافل ہوگئے اور ہم نے بہانے ڈھونڈ لئے کہ خیر ہے جی فلاں کام کرلو وہ بھی ذکر کا متبادل ہے۔ میرے بھائی! ہر ایک کو حق حاصل ہے کہ وہ مجھ سے یہ اختلاف رکھے جس طریقے سے آپ ذکر کرتے ہیں ہم اس طریقے سے نہیں کرتے ٹھیک ہے مانا بھائی! لیکن یہ کہنا آپ کا کہ ہم ذکر ہی نہیں کرتے یہ خودکشی ہے اور اس کا کوئی جواز نہیں ہے یہ قرآن کا انکار ہے ذکر قلبی مومن مرد اور مومن عورت کو الگ الگ کرکے بھی کہا کہ یہ نہ ہو کہ صرف مردوں کے لئے فرض سمجھا جائے۔ فرمایا۔ والذاکرین اللّٰہ کثیراً والذاکرات۔ کثرت سے ذکر کرنے والے مرد کثرت سے ذکر کرنے والی عورتیں۔ اعد اللہ لھم مغفرت واجراً عظیماً۔ ان لوگوں کے لئے مغفرت ہے اور اجر عظیم ہے۔ اس لئے کہ انہیں کام کرنا نیک عمل کرنا نصیب ہی تب ہوگا جب وہ ذکر کریں گے۔ اگلی آیت اسی بات کی تصحیح کررہی ہے۔ الا بذکر اللّٰہ تطمئن القلوب۔ اچھی طرح یہ بات سن لو کہ اللہ کے ذکر سے دل اطمینان پاتا ہے اور اس اطمینان سے کیا ہوتا ہے۔ الذین امنوا ایمان کامل ہوتا ہے وعملوا الصلحت نیکی کرنے کی امنگ پیدا ہوتی ہے بندے کا کردار تبدیل ہونے لگتا ہے برائی سے نفرت ہوتی ہے نیکی پر بندہ عمل پیرا ہوجاتا ہے اور پھر انجام یہ ہوتا ہے کہ طوبیٰ لھم۔ اللہ کہتا ہے کتنے خوش نصیب کتنے مبارک ہیں ایسے لوگ! کتنے خوش بخت ہیں وہ لوگ جنہیں ذکر قلبی نصیب ہوتا ہے ذکر قلبی کے نتیجے میں ایک مضبوط ایمان نصیب ہوتا ہے اور مضبوط ایمان انہیں عمل صالح کی طرف سے لے جاتا ہے۔ فرمایا۔ وحسن ماب ایسے لوگوں کا انجام بہت خوبصورت ہوتا ہے دنیا کا بھی موت کا بھی برزخ کا بھی اور قیامت کا بھی۔ ہر معاملے میں ان کا انجام بہت حسین ہوجاتا ہے۔

فرمایا۔ معمولات کا اہتمام کریں۔ حلال رزق تلاش کرنا تو فرض ہے حلال کے ساتھ طیب کی شرط بھی قرآن کریم نے لگائی ہے کہ حلال ہو پھر طیب بھی ہو پاک بھی ہو اس کے بنانے میں پکانے میں پاکیزگی کا خیال ضرور رکھا جائے۔ (جاری ہے۔)

www.naqshbandiaowaisiah.com

ڈاکٹر ملک غلام مرتضیٰ

چیئرمین تحریک "آؤ قرآن کی طرف"
سابق اسسٹنٹ پروفیسر و صدر شعبہ ترجمہ
اسلامک یونیورسٹی، مدینہ منورہ

اسلام کی چار بنیادیں

اسلام کا ایک جامع مگر مختصر تعارف۔
عقائد، عبادات، اخلاقیات اور معاملات

www.naqshbandiaowaisiah.com

سلسلہ وار........

ڈاکٹر ملک غلام مرتضیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عظیم تصنیف

"اسلام کی چار بنیادیں"

سے اقتباس......

قسط نمبر 1

عقائد

دین کی چار بنیادیں

دین کی دو بنیادیں ہیں۔ایک "حقوق اللہ" اور دوسرے "حقوق العباد"۔

"حقوق اللہ" کی پھر دو بنیادیں ہیں۔"عقائد" اور "عبادات"۔

حقوق العباد کی پھر دو بنیادیں ہیں "اخلاقیات" اور "معاملات"۔

یعنی دین کی چار بنیادیں ہیں۔1-"عقائد" اور 2-"عبادات" جو حقوق اللہ میں آتی ہیں۔3-"اخلاقیات" اور 4-"معاملات" جو حقوق العباد میں آتی ہیں۔

ہم نے یہ سوچا کہ انہی چار موضوعات کو الگ الگ تفصیلاً تحریر کیا جائے تا کہ اسلام کا ایک مختصر خاکہ چار حصوں میں آ جائے اور ہمیں بہت اختصار کے ساتھ پتہ چل جائے کہ اسلام ہے کیا؟ اس دوران میں یہ کوشش کروں گا کہ عام طور پر ہمارے ذہنوں میں اسلام سے متعلق جو غلط فہمیاں پیدا ہوگئی ہیں' ان کا ازالہ کرتا چلوں۔

ایمان کا تعلق عمل سے ہے

ایک بہت بڑی غلط فہمی ہمارے ہاں' خصوصاً ہندوستان اور پاکستان میں یہ ہے کہ ہم سمجھتے ہیں کہ ایمان کی دو شرائط ہیں۔1-اقرار باللسان' 2-تصدیق بالقلب۔یعنی زبان سے اقرار کرنا اور دل سے اس کی تصدیق کرنا۔ہم اسی کو ایمان سمجھتے ہیں۔نظری طور پر تو یہ بات درست ہے۔لیکن اگر آپ مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ کے کسی استاد یا کسی عالم کے سامنے یہی بات کہیں تو وہ آپ سے شدید اختلاف کرے گا' وہ کہے گا ایمان کی ایک تیسری شرط "عمل بالجوارح" بھی ہے۔

یعنی ہمارے ہاتھ' پاؤں' آنکھیں' زبان' کان اس ایمان کا ساتھ بھی دیں جس کا ہم دعویٰ کر رہے ہیں۔اگر یہ سب چیزیں ہمارے دعوے کا ساتھ نہیں دے رہیں تو اس کا مطلب ہوگا کہ ایمان اپنی جگہ پر موجود نہیں۔اس لئے ایمان کو جانچنے کا معیار صرف عمل ہے۔یعنی عمل ہی یہ ثابت کرے گا کہ جو کہا جا

www.naqshbandiaowaisiah.com

رہا ہے' جو دعویٰ کیا جا رہا ہے' وہ بروئے کار بھی آ رہا ہے یا نہیں۔ میں نے حرمین کے علما کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ تصدیق بالقلب تو ہمارے بس میں نہیں کہ اس کو جانیں' اقرار باللسان سبھی کرتے ہیں' مومن بھی منافق بھی۔ اب یہ دیکھنے کے لئے کہ تصدیق سچ مچ ہے بھی یا نہیں' ہمارے پاس کوئی ذریعہ نہیں سوائے اس کے کہ ہم یہ دیکھیں کہ اس کا عمل اس کی زبان کی تصدیق کر رہا ہے یا نہیں۔ مثلاً ایک شخص کہتا ہے کہ میں اللہ پر ایمان لایا۔ اذان ہو رہی ہے لیکن وہ دکان بند نہیں کرتا' نماز کے لئے نہیں جاتا۔ ہم یہ نہیں کہیں گے کہ تو گنہگار آدمی ہے' تو نماز نہیں پڑھتا بلکہ ہم کہیں گے کہ تیرے دل میں ایمان نہیں' تیرے دل میں ایمان ہوتا تو اذان کی آواز سنتے ہی تیرے رونگٹے کھڑے ہو جاتے' تیرے ہاتھ سے یہ ترازو گر جاتا ہے اور سیدھا مسجد کی طرف چلا جاتا۔

میں یہاں اپنی زندگی کا ایک اہم واقعہ تحریر کر رہا ہوں جس سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ اہل ایمان کے نزدیک اللہ کے حکم کی کیا اہمیت ہوتی ہے۔ میں ریاض میں تھا' وہاں مجھے ایک مسجد میں درس دینا تھا۔ ابھی نماز میں کچھ وقت تھا۔ میں نے سوچا کہ میں اس دوران ایک اٹیچی کیس خرید لوں۔ چنانچہ میں بازار گیا۔ وہاں ایک دکان پر ایک کلین شیو نوجوان جو بظاہر دیندار بھی نہیں لگ رہا تھا' مجھے اٹیچی کیس دکھانے لگا۔ آخر کار مجھے ایک اٹیچی کیس پسند آ گیا اور اس نوجوان سے میں نے بھاؤ تاؤ کر کے وہ اٹیچی کیس ۴۵۰ ریال میں خرید لیا۔ اس دوران جب میں جیب سے پیسے نکال کر گن رہا تھا' اذان ہو گئی۔ اس نوجوان نے فوراً کہا خلاص!

میں نے پوچھا۔ کیا مطلب؟

اس نے جواب دیا کہ میں اب یہ اٹیچی کیس نہیں بیچ سکتا۔

میں نے اسکے کاؤنٹر پر پیسے پھینک دیئے اور کہا خدا کے بندے! یہ پیسے اپنی تجوری میں رکھو' میں جا رہا ہوں۔ اس نے کہا۔ یا شیخ اتق اللہ (اللہ سے ڈرو) ۔اذان کے بعد اب میں یہ پیسے کیسے لے لوں؟

میں نے جواب دیا۔ تم نے یہ پیسے صرف تجوری ہی میں تو رکھنے ہیں۔

وہ کہنے لگا کہ یہ پیسے اب تجوری میں رکھنا میرے لئے حرام ہے' اب تم نماز کے بعد آنا اور یہ اٹیچی کیس خرید لینا۔ یہ پیسے اس وقت میں تم سے لے لوں گا۔
میں نے اس سے کہا۔ دیکھو میری بات سنو! نماز میں ابھی دس منٹ باقی ہیں اور مجھے یہاں نماز نہیں پڑھنی۔ میں اس مسجد میں نماز پڑھوں گا جہاں جا کر مجھے درس دینا ہے' میں تمہارے پاس دوبارہ یہ اٹیچی کیس لینے کے لئے نہیں آ سکوں گا۔

وہ کہنے لگا یا شیخ! یہ اٹیچی کیس اس بازار کی ہر دکان پر ملتا ہے' آپ کہیں اور سے لے لیں' مجھے گنہگار نہ کریں۔ کیا آپ نے یہ آیت نہیں پڑھی۔ یـا ایھـا الذین امنوا اذا نودی للصلوۃ من یوم الجمعتہ فاسعوا الی ذکر اللہ و ذروا البیع ذلکم خیر ' لکم ان کنتم تعلمون. (الجمعہ :9)
یہ ایک روپئے کی بات ہے۔ بس اتنی سی بات دل میں بیٹھ جائے کہ اب اللہ کا بلاوا آ گیا ہے' اب میں ایک سیکنڈ کے لئے بھی تجارت نہیں کروں گا۔
اللہ کے ذکر (عبادت) کی طرف دوڑے چلے آؤ۔ دوڑے چلے آؤ کا مطلب یہ ہے کہ یہ پیسے پھینک دو۔ اس دن مجھے پتہ چلا کہ ایمان کا تعلق عمل سے ہے۔ فقہی مسائل میں ذرا سی اونچ نیچ ہو جائے تو اس کا اثر براہ راست ہماری زندگیوں پر پڑتا ہے۔ اب ہمارے ہاں چونکہ فقہا نے یہ بات کہہ دی کہ ''ایمان اپنی جگہ پر اور عمل اپنی جگہ پر''۔ ایک شخص جس کے دل میں ایمان تو موجود ہے لیکن عمل بالکل نہیں ہے' وہ مسلمان ہوگا' مومن ہوگا لیکن گنہگار بھی ہوگا۔ اب یہ بات فقہا نے کہنے کو تو کہہ دی' ہو سکتا ہے یہ صحیح بھی ہو' مجھے اس سے کوئی بحث نہیں ہے۔ لیکن اس کے نتائج انتہائی بھیانک نکلے ہیں۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

اسی وجہ سے ہمارے ملک کا ایک وزیراعظم ایسا بھی تھا کہ مغرب کی نماز کا وقت تھا' سب لوگ نماز پڑھ رہے تھے' وہ ایک طرف بیٹھا ہوا آرام سے سگریٹ پی رہا تھا۔ اس لئے کہ اسے معلوم ہی نہیں کہ یہ میرا یوں بیٹھ کر سگریٹ پینا کیسا ہے۔ اگر اس نے حضورﷺ کی یہ حدیث پڑھ رکھی ہوتی کہ ''جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی' وہ کافر ہو گیا'' تو اس کا رویہ مختلف ہوتا۔ اب کسی فتوے کی اس میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ لیکن چونکہ ہماری سوچ بدل گئی ہے۔ ہم نے ایمان کے دعوے کو ایک خانے میں اور عمل کو دوسرے خانے میں رکھ دیا اور اس کے درمیان میں کبھی کوئی ربط قائم ہی نہیں ہونے دیا۔

میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کچھ کوتاہی علما کی بھی ہے۔ جنہوں نے دین کو سمجھنے' سمجھانے میں بہت سی غلطیاں کر دیں۔ اصل بات یہ ہے کہ ایمان کا دل میں موجود ہونا اپنی جگہ پر درست' مجھے اس سے کوئی انکار نہیں ہے' لیکن اقرار باللسان اور عمل بالجوارح کے درمیان جو ربط قرآن نے قائم کیا ہے وہ تو قائم کرنا ضروری ہے۔ دیکھئے قرآن مجید میں کم و بیش ۳۸ جگہوں پر یہ الفاظ اکٹھے آئے ہیں کہ امنو وعملو الصلحت۔ ایمان لائے اور اعمال صالح کئے دیکھ لیجئے ایمان کے ساتھ عمل کا ذکر اکٹھا آ رہا ہے۔

استقامت

ایک صحابی حضورﷺ سے پوچھتے ہیں کہ یارسول اللہﷺ! مجھے کوئی ایسی نصیحت فرمادیں کہ جس پر عمل کر کے میں جنت پالوں۔ فرماتے ہیں۔ قُل امنتُ باللّٰہ ثم استقیم. یوں کہو کہ میں اللہ پر ایمان لایا' پھر اس پر استقامت اختیار کرو۔

استقامت کی بنیاد ایمان اور عمل صالح

استقامت دعوے میں نہیں ہوتی' استقامت تو عمل میں ہوتی ہے۔ استقامت کی دو اہم بنیادیں ہیں۔ ایک ایمان اور دوسرا عمل صالح۔ ان کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ ایمان کوئی سنی سنائی بات کا نام نہیں' بلکہ ایک شعوری عمل ہے۔ حضور اکرمﷺ کا ارشاد ہے الدین المعاملۃ ''دین معاملے کا نام ہے''۔ یعنی معاملات کے درست ہو جانے کا نام دین ہے' صدق اور امانت کا نام دین ہے۔

یہی وجہ ہے کہ حضور اکرمﷺ کے اعلان نبوت سے پہلے دو لقب تھے۔ 1-صادق اور 2-امین۔ صدق' نظری (Theoretical) چیز ہے۔ 'امانت' اس کی عملی تصویر (Practical Application)۔ یعنی اگر آپ صدق اور سچائی کے تقاضوں کے مطابق عمل کریں تو اسے امانت کہتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ آپﷺ یہاں ایمان کے بارے میں نہیں بلکہ پورے کے پورے دین کے بارے میں فرما رہے ہیں کہ وہ معاملے کی درستگی کا نام ہے۔

(جاری ہے۔)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

محترم قارئین!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

الحمدللہ ''المرشد'' کی ڈاک میں کافی حد تک اضافہ ہو چکا ہے اور بہت بامقصد خطوط موصول ہو رہے ہیں۔ احباب کی قیمتی آرا اور مثبت تنقید ہمارے لئے قیمتی اثاثہ ہیں۔

''المرشد کا مقام اور ہماری ذمہ داری'' کے سلسلہ میں موصول ہونے والے 18 خطوط شیخ المکرم مدظلہ کی خدمت میں پیش کئے گئے۔ آپ کی بارگاہ سے جو جواب موصول ہوا پیش خدمت ہے۔

............☆☆☆☆☆............

17-3-2005

السلام علیکم!

اللہ کریم مہربانی فرمائے۔ بہت اچھی تجاویز ہیں۔

یہ اچھا ہے کہ موقع کے اعتبار سے مضامین نکالے جائیں۔ حضرت جیؒ کی کتب کے مضامین کا ایک حصہ میری کتب سے ایک حصہ اس طرح کا کچھ کیا جائے۔

غیر ضروری بحثوں میں پڑنے کی ضرورت نہیں

والسلام

امیر محمد اکرم اعوان

............☆☆☆☆☆............

23 مارچ کو دارالعرفان حاضری کے موقع پر برادرم عبدالقدیر اعوان صاحب سے بھی ملاقات ہوئی وہ بھی شدید خواہش مند تھے کہ المرشد کی ترسیل میں اضافہ ہو اور ہر خاص و عام تک المرشد کا پہنچانا یقینی بنایا جائے۔

ہر ساتھی المرشد کا کارکن ہے المرشد کا کارکن ہونا بہت بڑے اعزاز کی بات ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خیراندیش

ایڈیٹر

نوٹ

اب ای میل کے ذریعے بھی آراء اور تجاویز بھجوائی جا سکتی ہیں ہمارا ای میل ایڈریس ہے۔

E-mail zamirhyder@hotmail.com